میدانِ عمل

نسیم سیفی

سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ

Khuda Bakhsh O. P. Library
Patna
Acc No. 13175
Date 12-1-79
Section

297.86

انتساب

ابنِ فارس

کس کی مبارک بات سے لطف و کرم پیدا ہوا — کس کے ذوق و شوق سے نغموں میں بم پیدا ہوا

کس کو غیرت آ گئی توحیدِ باری کے لئے — کس کے دل میں مصطفیٰؐ کے دیں کا غم پیدا ہوا

کون اٹھا تثلیث کا فتنہ کچلنے کے لئے — کس کے ہاتھوں کفر کی گردن میں خم پیدا ہوا

کون ہے جس نے جلا ڈالی ہیں اقدارِ حیات — کس کے آنے سے خیالِ بیش و کم پیدا ہوا

کس نے کی ہموار دنیا کے لئے راہ نئی — کاروان کے دل میں منزل کا بھرم پیدا ہوا

کس نے ہر ہر زرہ سر کی توڑ دی مہرِ غرور — کون بزمِ علم میں صاحبِ قلم پیدا ہوا

امتِ اسلامیہ کی زندگی تاریک تھی — کس کے دم سے اس میں نورِ صبحدم پیدا ہوا

کس نے اپنے نورِ عرفاں سے دلوں کو دی جِلا — سرمدی نغموں میں کس سے زیر و بم پیدا ہوا

ابنِ فارس نے نسیم آکر بدل دی ہے فضا
ابنِ فارس سے یہ نقشہ دم بدم پیدا ہوا

پیش لفظ

اگرچہ یہ تمام مضامین روزنامہ الفضل میں شائع ہو چکے ہیں اور ایک رنگ میں اپنی اشاعت کی غرض پوری کر چکے ہیں لیکن بعض دوستوں کا تقاضا ہے کہ چونکہ ان مضامین میں اسلام اور ادیانِ باطلہ کی آخری مذہبی جنگ میں اسلام کی فتح یابی کی جھلکیاں نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہیں اس لئے ان کے حلقہ اثر کو زیادہ وسیع کرنے کے لئے مستقل شکل دے دی چاہیئے۔ میں اپنے ان کرمفرماؤں کی خواہش کے احترام میں یہ مضامین کتابی صورت میں پیش کر رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری اس حقیر کوشش کو قبول فرماتے ہوئے اس کے ذریعہ سعید روحوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف رہنمائی فرمائے آمین۔

نسیم سیفی

ترتیب

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	اسلام اور عیسائیت کی موجودہ جنگ اور اس کا پس منظر	۵
۲	ڈاکٹر بی گراہم اور احمدی مبلغین	۲۶
۳	توبہ اور کفارہ میں امتیازی فرق	۵۰
۴	عیسائیت کے بدلتے ہوئے رجحانات	۶۷
۵	عیسائیت کی شکست کی تدریجی منازل	۷۲
۶	عیسائیت میں خدا کا بدلتا ہوا تصور	۸۵
۷	شمالی نائیجیریا میں مسلم کورٹ آف اپیل کا قیام	۹۶
۸	احمدیت کا مستقبل	۱۰۴
۹	اسلام میں عورتوں کے حقوق کا تحفظ	۱۲۹
۱۰	امن عالم کی ایک کارگر تدبیر	۱۴۹
۱۱	کسر صلیب کا ایک اور ثبوت	۱۵۶

اسلام اور عیسائیت کی موجودہ جنگ

اور

اس کا پس منظر

عیسائیت کی شکست کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے

Khuda Bakhsh O. P. Library
Patna
Acc No. 73175
Date 17-1-79
Section

انیسویں صدی کے آخری ربع میں اور بیسویں صدی کے پہلے چند سالوں میں مذہبی دنیا میں ایک عجیب قسم کی جنگ جاری تھی ایک طرف عیسائیت کے علمبردار عیسائیت کی مستقبل قریب میں فتح کے نعرے لگا رہے تھے اور ساری دنیا کو اپنے دعاوی سے مرعوب کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور بادی النظر میں یوں محسوس بھی ہو رہا تھا کہ گویا وہ اب ساری دنیا پر چھا کر رہیں گے۔ اور دوسری طرف ایک اکیلا شخص جسے یکے از غلامانِ محمدؐ ہونے کا دعویٰ تھا اور جو نہ صرف بے سروسامان تھا بلکہ اس کے لئے ظاہری سامان پیدا ہونے کے امکانات بھی محالات میں سے تھے۔ عیسائیت جیسے زبردست مدمقابل کی شکست اور اسلام جیسے بظاہر کمزور مذہب کی کھلی کھلی فتح کی پیشگوئیاں کرتا چلا جا رہا تھا اور وہ مردِ میدان اسلام کی فتح کے نظارے اس یقین اور وثوق کے ساتھ بیان کر رہا تھا کہ گویا فتح ہوتی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

جہاں تک عیسائی پادریوں کے دعووں کا تعلق ہے "اسلام اِن افریقہ" کے مصنف نے آج سے ساٹھ ستر سال قبل یہ بات کہی تھی کہ افریقہ میں اسلام کو ملیا میٹ کرنے

کا کام عیسائیت کے لئے نسبتاً آسان ہے۔ اور اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لینڈن پی ہیرس (LYNDON P. HARRIES) نے چند سال ہوئے اپنی کتاب میں لکھا تھا:-

"موجودہ صدی کی ابتداء میں عیسائی مصنفین اس بات کے دعویدار تھے کہ اسلام اغیر سیاسی اقتدار کے کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور اس وجہ سے افریقہ میں اسلام کا نام مٹ جائے گا"

گزشتہ صدی کے اختتام سے تین چار قبل ہنری بیروز ڈی۔ڈی (D.D. HENRY BARROWS) نے اپنے لیکچر (جو اس رسالہ کی کتابی صورت میں چھپ بھی گئے تھے) کہا تھا کہ افریقہ میں باقی تمام علاقے تو عیسائیت کے لئے حاصل کر ہی لئے گئے ہیں۔ سارے بر اعظم کا صرف گیارہواں حصہ ایسا ہے۔ جس پر ابھی قبضہ باقی ہے۔ اور اس کے علاوہ ترکی ایک ایسا ملک ہے جس کا بادشاہ مسلمان ہے یا یوں کہنا چاہیے کہ جس کے بادشاہ کو روس اور انگلستان کی آپس کی رقابت اب تک تخت پر قائم رکھے ہوئے ہے۔ یہ بات آسانی سے کہی جا سکتی ہے کہ اسلام کبھی بھی دنیا کو فتح نہیں کر سکتا۔

اس کے بالمقابل اسلام کے مرد میدان حضرت احمد علیہ السلام نے فرمایا:-

"اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اسکی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر اس کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس

مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کی فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھہ سے کیا نقصان۔ کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا حسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسولٍ الا کانوا بہٖ یستھزءُون پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں اس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا

مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا۔ اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"

(تذکرۃ الشہادتین)

یہ ایک عجیب قسم کی جنگ تھی جو لڑی جا رہی تھی۔ اس جنگ میں ایک طرف تو دنیا کے کروڑوں کروڑ عیسائی اور ان کے ہزاروں ہزار پادری تھے۔ اور دوسری طرف یکہ و تنہا اسلام کا پہلوان، عیسائی اپنے ماضی قریب اور حال کو دیکھ کر یہ اندازہ لگا رہے تھے کہ ان کی ترقی جاری رہے گی اور عنقریب وہ وقت آجائے گا جب یہ مذہب ساری دنیا پر غالب آجائے گا۔ عیسائیوں کی دنیاوی ترقی سیاسی اقتدار اور مسلمانوں کی پسماندگی ان کے حوصلے بڑھاتی تھی اور وہ بغیر کسی لگی لپٹی رکھے یہ بات علی الاعلان کہہ رہے تھے کہ اب تھوڑی ہی دیر کی بات ہے کہ اسلام دنیا سے اٹھ جائے گا اور صرف عیسائیت ہی عیسائیت رہ جائے گی، دوسری طرف حضرت احمد علیہ السلام جو اسلام کے واحد نمائندہ تھے، جسے مسلمانوں کے کسی طاقتور گروہ کی تو کجا کمزور مسلمانوں کی حمایت بھی حاصل نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ اعلان فرما رہے تھے کہ اسلام کی ترقی کا بیج بو دیا گیا ہے۔ اور اب عنقریب اسلام غالب آکر رہے گا۔ اور اسلام کے سب سے بڑے مدمقابل عیسائی مذہب مونہہ کی کھا کر پیچھے ہٹ جائے گا

وہ دن بھی کیا عجیب دن تھے جب اس جنگ کا آغاز ہوا تھا۔ حضرت احمد علیہ السلام ایک حدیث نبوی کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اپنی معرکۃ الآراء کتاب حقیقۃ الوحی میں تحریر

فرماتے ہیں :۔

"اس حدیث میں اس مقابلہ کی طرف اشارہ ہے کہ آخری زمانہ میں وہ چور جس کو دجّال کے نام سے موسوم کیا گیا۔ بے ناخنوں تک زور لگائے گا کہ اسلام کی عمارت کو منہدم کر دے اور مسیح موعود بھی اسلام کی ہمدردی میں اپنے نعرے آسمان تک پہنچائے گا۔ اور تمام فرشتے اس کے ساتھ ہو جائیں گے تا اس آخری جنگ میں اسکی فتح ہو۔ وہ نہ تھکے گا۔ اور نہ درماندہ ہوگا۔ اور دست ہوگا۔ اور ناخنوں تک زور لگتے گا، کہ تا اس چور کو پکڑے اور جب اسکی تضرعات انتہا تک پہنچ جائیں گی تب خدا اس کے دل کو دیکھے گا کہ کہاں تک وہ اسلام کے لئے پگھل گیا۔ تب وہ کام جو زمین نہیں کر سکتی آسمان کرے گا اور وہ فتح جو انسانی ہاتھوں سے نہیں ہو سکتی وہ فرشتوں کے ہاتھوں سے میسر آ جائے گی "!

(۲)

اس جنگ کا پس منظر سمجھنے کے لئے ہمیں ان پیشگوئیوں کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے جن میں سرور کائنات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آخری زمانہ کے متعلق فرمایا ہے کہ صلیبی فتنہ انتہا کو پہنچ جائے گا اور اس کے استیصال کے لئے مسیح ابن مریم نازل ہوگا۔ صحیح بخاری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

"والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ولیقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ"

یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جب مسلمانوں میں ابن مریم نازل ہوں گے اور وہ حکم عدل ہوں گے

اور صلیب کو پاش پاش کریں گے اور خنازیر کو قتل کریں گے۔ گزشتہ چودہ سو سال میں تمام اہل علم و عرفان اس بات کو بالاتفاق پیش کرتے رہے ہیں کہ صلیب کے توڑنے سے مراد صلیبی فتنہ کا فرو کرنا ہے۔ ابن مریم کے دوبارہ نزول ہی میں یہ راز مضمر ہے کہ مذہبی فتنہ ان کے ماننے والوں کی طرف سے بپا ہوگا۔ اور اس لئے وہی آکر اسے فرو کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد بار اس امر کی تصریح کی ہے کہ جس نبی کی امت سے فتنہ اٹھے اسی نبی کی دوبارہ آمد (جس سے مراد اس جیسا نبی ظاہر ہوتا ہے) سے وہ فتنہ دور کیا جاتا ہے۔

یاجوج ماجوج اور دجال کے خروج کے سلسلہ میں جس قدر علامات احادیث میں مندرج ہیں۔ وہ سب کی سب انہیں اقوام پر منطبق ہوتی ہیں جو مسیح علیہ السلام کی پیروی کا دم بھرتی ہیں۔ اور جہاں تک اس فتنہ کی شدت کا تعلق ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر عیسائیوں کے اس لٹریچر کو جو ہمارے ملک میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف شائع کیا ہے ایک قطار میں رکھا جائے تو کوئی بعید نہیں کہ یہ قطار میلوں میل لمبی چلی جائے گی

جیک مینڈلسن (JACK MENDELSOHN) نے حال ہی میں شائع شدہ اپنی کتاب (GOD ALLAH & JUJU) میں عیسائیوں کے ایک ہی براعظم میں کام کی وسعت کا اندازہ یوں پیش کیا ہے کہ امریکہ میں صرف پراٹسٹنٹ مشنوں ہی کے پندرہ ہزار نو سو ستر پادری تبلیغ عیسائیت میں مصروف ہیں ان کے علاوہ سینکڑوں اور مشن ہیں جن کے کارندے دن رات لوگوں کو عیسائی بنانے میں مشغول ہیں۔ جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے تقریباً اسی سال

قبل اسلام کے حق میں آواز اٹھائی تھی۔ اس وقت لوگوں کے لئے یہ باور کرنا ہی ممکن نہ تھا کہ
کوئی وقت ایسا بھی آجائے گا۔ جب اسلام غالب ہوگا اور عیسائیت مغلوب۔ یہ بات
صرف اور صرف خدا کے ایک مامور ہی کو نظر آسکتی تھی چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نے چشمہ مسیحی کے تحریر کرنے کی غرض پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

"اب وہ زمانہ جاتا رہا کہ جس میں عیسائیت کے مکر و فریب کچھ
کام کرتے تھے اور اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے جس میں
خدا کے سلسلہ کو فتح ہوگی اور روشنی اور تاریکی میں یہ آخری جنگ ہے
جس میں روشنی مظفر اور منصور ہو جائے گی اور تاریکی کا خاتمہ ہے اور کچھ
ضرور نہ تھا کہ پادری صاحبوں کے ان بوسیدہ خیالات پر کچھ لکھا جاتا
لیکن ایک شخص کے اصرار سے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے یہ مختصر رسالہ لکھنا پڑا
خدا اس میں برکت ڈالے اور لوگوں کی ہدایت کا موجب کرے۔ آمین"

کتاب البریہ میں مخالفین اسلام کی طرف سے استعمال کردہ سخت الفاظ اور توہین
اور تحقیر کے کلمات کا نمونہ پیش کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ وہ سخت الفاظ اور توہین اور تحقیر کے کلمات ہیں جو پادری صاحبان
اور آریہ صاحبان نے اپنی کتابوں میں ہمارے سید و مولیٰ جناب سید المرسلین و
خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت استعمال کئے ہیں اور ان کتابوں میں
سے اکثر کتابیں کئی دفعہ چھپ کر پنجاب اور ہندوستان میں شائع کی گئی ہیں اور
ہمیشہ مشن سکولوں کے طالب علموں کو پڑھنے کے لئے دی جاتی ہیں اور
کوچوں اور بازاروں میں سنائی جاتی ہیں۔ اور عیسائی عورتیں جو وعظ پر مقرر ہیں

مسلمانوں کے گھروں میں لے جاتی ہیں۔ ہم بیان نہیں کر سکتے کہ ہم نے ان تمام الفاظ کو کس کراہت اور درد دل اور لرزاں بدن سے لکھا ہے اگر عدالت کی کارروائی ہم کو ان کے لکھنے کے لئے مجبور نہ کرتی۔ اور ڈاکٹر کلارک صاحب ہم پر یہ الزام دروغ نہ لگاتے کہ گویا ہم عیسائیوں کے مقابل پر سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں تو یہ زہر آمیز کلمات جو سلطان الصادقین اور خیر المرسلین کی شان میں لکھے گئے ہیں اور ہمیشہ عیسائی اخباروں میں لکھے جاتے ہیں ہم ہرگز اس کتاب میں نہ لکھتے"

جہاں تک عیسائیوں کے پروپیگنڈا کا لوگوں پر اثر کا تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

" غرض صلیبی عقیدہ میں تمام بدقیدیوں اور آزادیوں کی جڑ ہے اور اس میں کچھ بھی کلام نہیں کہ یہ عقیدہ ملک میں نہایت ہی خطرناک طور پر پھیل گیا ہے۔ اور کئی لاکھ تک ان لوگوں کا شمار پہنچ گیا ہے کہ جو پادریوں کے دام میں آکر جو ہر ایمان کھو بیٹھے ہیں اور یا پوشیدہ مرتد ہو کر متلاشیوں کے رنگ میں پھرتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی غیرت اور رحمت نے چاہا کہ صلیبی عقیدے کے زہرناک اثر سے لوگوں کو بچاوے۔ اور جس دجالیت سے انسان کو خدا بنایا گیا ہے اس دجالیت کے پردے کھول دیوے"

(کتاب البریہ)

گزشتہ سطور میں یاجوج ماجوج اور دجال کے خروج کے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس تمام تقریر سے ہماری غرض یہ ہے کہ در اصل یہی لوگ دجالی ہیں جن کو پادری یا یورپین فلاسفر کہا جاتا ہے یہ پادری اور یورپین فلاسفر دجال معہود کے دو جبڑے ہیں، جن سے وہ ایک اژدھا کی طرح لوگوں کے ایمان کو کھا جاتا ہے۔

... اب یقیناً سمجھو کہ یہی دجال ہے جس کی ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔..."

... غرض یہ ہے اس جنگ کا پس منظر جو آج سے قریباً اسّی سال قبل اسلام اور کفر کی طاقتوں میں شروع ہوئی اور جو نہ صرف آج تک جاری ہے بلکہ روز بروز شدت اختیار کرتی جا رہی ہے اور جوں جوں ایک طرف عیسائیت شکست کھا رہی ہے اور دوسری طرف یعنی اسلام فتح مندی حاصل کر رہا ہے یہ جنگ گھمسان کی ہوتی جا رہی ہے

۳

حال ہی میں جنوبی افریقہ سے شائع ہونے والے ایک اخبار مسلم نیوز نے مینڈلسن (GOD, ALLAH & JUJU) کی کتاب (JACK MENDELSOHN) پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا :-

"ہم دنیا بھر کے مسلمان راہ نماؤں سے صرف اتنا پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا اسلام کے پیغام کو پھیلانے کے سلسلہ میں ان پر بھی کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر ذمہ داری عائد ہوتی ہے تو کیا وہ اسلام کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں؟

اور اگر وہ یہ فرض بخیر سرانجام دے رہے ہیں تو کس حد تک اور کس طریق سے دنیا کے مختلف ممالک میں کتنے مسلمان کام کر رہے ہیں خصوصاً افریقہ میں کتنے مبلغ کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے کتنے باقاعدہ تبلیغ کے لئے تربیت یافتہ ہیں اور ان کے ذرائع آمد کیا ہیں؟ کیا وہ دوسرے عام کے کام بھی کرتے ہیں یا نہیں۔ کیا وہ سماجی بھلائی کا بھی کوئی کام کرتے ہیں اور ان مبلغین نے کس حد تک اپنے آپ کو مقامی لوگوں کے ساتھ متعارف کرایا ہے اور ان کے ساتھ گھل مل گئے ہیں کیا وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اسلام کی تبلیغ زیادہ بہتر طور پر کی جانی چاہئے اور اسے منظم ہونا چاہئے اور انفرادی اور گاہے گاہے کی کوشش کسی صورت میں بھی خاطر خواہ نتائج پیدا نہیں کر سکتیں۔ اس وجہ سے پورا وقت کام کرنے والے اور ایسے لوگ جنہوں نے اس کام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی ہوں اور جو پوری طرح تعلیم یافتہ ہوں اور جن کی صحیح رنگ میں تربیت کی گئی ہو ایسے لوگوں کو تبلیغ کا کام کرنا چاہئے"۔

اس میں شک نہیں کہ ان تمام سوالات کی تہہ میں جو جذبہ کارفرما ہے وہ نہایت ہی مستحسن ہے لیکن کیا یہ افسوس کا مقام نہیں کہ عیسائیوں کی طرف سے اسلام کو مٹانے کی بھرپور کوشش ہو رہی ہو اور مسلمان ابھی تک اپنے راہنماؤں سے اس سلسلہ میں ان کی ذمہ داریوں کے متعلق سوالات ہی پوچھ رہے ہوں۔

آج سے پون صدی پیشتر قادیان سے ایک گمنام شخص نے جو اسلام کے حق میں اور عیسائیت کا بطلان ثابت کرنے کیلئے آواز اٹھائی تھی۔ اس کی ہلکی سی آواز نے سعید روحوں کو بیدار کر دیا ہے اور دین اسلام کے پروانوں کو شمع رسالت پر جان قربان کرنے کیلئے تیار کر دیا

ہے۔ اسلام کی حیران کن ترقی نے عیسائیوں کی نگاہوں کو خیرہ کر دیا ہے اور ان کے اپنے
بیانات اس بات پر شاہد ہیں کہ وہ بوکھلا گئے ہیں تمام یا ان سے الجھنے والی آواز نے کہا تھا

"اب اے مسلمانو! سنو اور غور سے سنو کہ اسلام کی پاک تاثیروں کو
روکنے کے لئے جس قدر پیچیدہ افترا اس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے۔
اور پُرمکر حیلے کام میں لائے گئے۔ اور ان کے پھیلانے میں جان توڑ کر اور مال
کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے بھی
جن کی تصریح سے اس مضمون کو منزہ رکھنا بہتر ہے۔ اس راہ میں ختم کئے گئے
یہ کرسچن قوموں اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں
ہیں کہ جب تک ان کے اس سحر کے مقابل پر خدا تعالیٰ وہ پرزور ہاتھ نہ دکھادے
جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتا ہو اور اس معجزہ سے اس طلسم کو پاش پاش
نہ کرے۔ تب تک اس جادوئے فرنگ سے سادہ لوح دلوں کو مخلصی حاصل
ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس جادو کے باطل
کرنے کے لئے اس زمانہ کے سچے مسلمانوں کو یہ معجزہ دیا کہ اپنے بندہ کو اپنے
الہام اور کلام اور اپنی برکات خاصہ سے مشرف کر کے اور اپنی راہ کے باریک
علوم سے بہرہ کامل بخش کر مخالفین کے مقابل پر بھیجا۔ بہت سے آسمانی تحائف
اور علوی عجائبات روحانی معارف و دقائق ساتھ دیئے۔ تا اس آسمانی پتھر کے
ذریعہ سے وہ موم کا بت توڑ دیا جائے۔ جو سحر فرنگ نے تیار کیا ہے۔ سو اے
مسلمانو! اس عاجز کا ظہور ساحرانہ تاریکیوں کے اٹھانے کے لئے خدا تعالیٰ
کی طرف سے ایک معجزہ ہے۔ کیا ضرور نہیں تھا کہ سحر کے مقابل پر معجزہ بھی

دنیا میں آتا۔ کیا تمہاری نظروں میں یہ بات عجیب اور انہونی ہے کہ خدا تعالے نہایت درجہ کے مکروں کے مقابل پر جو سحر کی حقیقت تک پہنچ گئے ہیں ایک ایسی حقانی چمکار دکھا دے جو معجزہ کا اثر رکھتی ہو۔"

(فتح اسلام)

جس شخص کی یہ آواز تھی وہ خوب جانتا تھا کہ اسلام کی خدمت ہر اس شخص کی جو اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتا ہے ذمہ داری ہے۔ اس لئے راہنماؤں سے سوالات پوچھنے کی بجائے خود ہی کیوں نہ کام شروع کر دیا جائے۔ چنانچہ اوائل زندگی ہی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کا دفاع کیا اور لوگوں پر یہ ثابت کرنا شروع کر دیا کہ اس وقت دنیا میں صرف اور صرف اسلام ہی زندہ مذہب ہے اور کہ یہ زمانہ اسلام کے غلبہ کا زمانہ ہے اور یہ غلبہ جلد یا بدیر پورا ہو کر رہے گا۔ چنانچہ حضور پرنور نے اپنی پہلی ہی تصنیف براھین احمدیہ سے مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ اور ادھر حضور نے اسلام کی خدمت کا بیڑہ اٹھایا ادھر اللہ تعالےٰ نے اپنی مدد کے وعدے دینے شروع کر دیئے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں:۔

"پس ہر ایک کو چاہیئے کہ اس سے انکار کرنے میں جلدی نہ کرے تا خدا سے لڑنے والا نہ ٹھہرے۔ دنیا کے لوگ جو تاریک خیال اور اپنے پرانے تصورات پر جمے ہوئے ہیں وہ اس کو قبول نہیں کریں گے مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو ان کی غلطی ان پر ظاہر کر دے گا۔ " دنیا میں ایک نذیر آیا پہنچانے

اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا" یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور رب جلیل کا کلام ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہوں گے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں آئے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اترے گی"

(فتح اسلام)

حضور کو کامل یقین تھا کہ حضور صلیب ہی کو پاش پاش کرنے کے لئے مامور ہوئے ہیں اور کہ صلیبی فتنہ کا اب حضور ہی کے ہاتھوں استیصال ہو گا چنانچہ حضور فرماتے ہیں :-

"سو اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ جس کی تفصیل براہین احمدیہ میں بہ بسط مندرج ہے حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے اور اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا۔ تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کو توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اترا ہوں ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے۔ میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا بلکہ کر رہا ہے اور اگر میں چپ

بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اترے ہیں۔ اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔"

(فتح اسلام)

صلیبی فتنہ کے استیصال کے لئے ابن مریم کے نزول میں یہ حکمت بھی پوشیدہ تھی کہ یہ کام آسمانی تائید ہی سے ہو سکے گا۔ محض زمینی کوششیں کچھ زیادہ مفید ثابت نہ ہوں گی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس یقین سے پُر تھے کہ یہ کام اللہ تعالےٰ کی مدد ہی سے ہو گا۔ اور کہ اللہ تعالےٰ ہر رنگ میں اور ہر قدم پر اس سلسلہ میں مدد فرمائے گا۔ اور اس مدد کا ایک یہ بھی طریق ہو گا کہ حضور کو ایسے فدائی عطا کرے گا۔ جو اپنے مال سے اور اپنی جان سے دین کی خدمت کرنے کا عہد کر لیں گے۔ اور پھر اس عہد کو آخری دم تک نبھائیں گے چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"سو اس بنا پر یہ عاجز اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے مامور کیا گیا ہے اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑھا دیا جائے اور ایسے لوگ دن رات صحبت میں رہیں کہ جو ایمان اور محبت کے بڑھانے کے لئے شوق رکھتے ہوں اور ان پر وہ انوار ظاہر ہوں جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں اور وہ ذوق ان کو عطا ہو جو اس عاجز کو

عطا کیا گیا۔ تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے اور حقارت اور ذلت کا سیاہ داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دھو دیا جائے۔ اس کی بشارت دے کر خداوند نے مجھے بھیجا اور کہا کہ "ہنگام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد"

فتح اسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک طرف تو صلیبی فتنہ کے استیصال پر اپنی کوششیں صرف کیں اور دوسری طرف اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے تحریر و تقریر کو استعمال فرمایا کیونکہ صرف صلیبی فتنہ کا خاتمہ ہی تو کافی نہ تھا اس بات کی بھی ضرورت تھی کہ جھوٹے مذہب کا ابطال کر کے سچے مذہب کی طرف دنیا کی راہ نمائی کی جائے حضور علیہ السلام نے اربعین حصہ اول میں فرمایا:۔

"مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔ یہ جو

میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا۔ ان دونوں ناموں سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مشرف فرمایا اور پھر خدا نے بلا واسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا۔"

آئیے اب دیکھیں کہ اس مذہبی جنگ کی موجودہ پوزیشن کیا ہے اپنی کتاب EXPANSION OF ISLAM میں ولسن کیش۔ ڈی۔ ایس۔ او۔ او۔ بی۔ ای MR WILSON CASH. D.S.O, O.B.E لکھتے ہیں کہ جونہی اس نئے فرقے (احمدیت) کی بنیاد رکھی گئی ہر طرف سے اس کی شدید مخالفت ہوئی۔ لیکن اس کے باوجود اس کے ممبروں کی تعداد بڑھتی رہی۔ اس فرقہ کے بانی (حضرت احمد علیہ السلام) ایک نہایت کامیاب مبلغ ثابت ہوئے اور انہوں نے موجودہ زمانہ کی ہر قسم کی سہولت کو استعمال کیا۔ اخبارات، رسالے اور میگزین جاری کئے اور بہت زیادہ لٹریچر پیدا کیا۔ یہ فرقہ مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سب سے زیادہ کام کرنے والا ہے اس سلسلہ میں وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ اسلام اس سرعت کے ساتھ ترقی کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ سر رابندر ناتھ ٹیگور نے یہ کہا ہے کہ غالباً عنقریب ہی مسلمان ہندوؤں پر غالب آجائیں گے۔ ساری دنیا کے مذاہب کا مقابلہ کرتے ہوئے مسٹر ولسن لکھتے ہیں کہ اسلام نہ صرف سربلندی حاصل کر رہا ہے بلکہ ساری دنیا کے مذاہب کو چیلنج کر رہا ہے اور یہ چیلنج خاص طور پر عیسائیت کی طرف توجہ مبذول کر رہا ہے۔ یعنی حقیقی طور پر یہ چیلنج عیسائیت ہی کے لئے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ یقینی بات ہے کہ دونوں مذہب یعنی عیسائیت اور اسلام تو عالمگیر نہیں ہو سکتے۔ اسلام عیسائیت کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے

اس کے عقائد کا مذاق اڑا رہا ہے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہے تاکہ اسلام ساری دنیا میں اپنا سکہ جما لے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام نے عیسائیت کو اس طرح کچل کر رکھ دیا ہے کہ مسٹر دلسن کیش کہتے ہیں کہ مجھے امید ہے کہ اکثر پادری مجھ سے اس بات میں اتفاق کریں گے کہ بحث و تمحیص کے پرانے طریق سراسر غلط ہیں۔ اور کوئی نتائج پیدا نہیں کرتے۔ حالانکہ کون نہیں جانتا کہ بحث و تمحیص کے پرانے طریقوں ہی کے ذریعے عیسائیوں نے ہندوستان کے لاکھوں لاکھ لوگوں کو عیسائی بنا لیا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کاسر صلیب کا ظہور ہوا۔ اور صلیب پر بار بار چوٹیں لگنے لگیں تو عیسائیت کے تمام دلائل بے کار ہو کر رہ گئے۔

مبلغین احمدیت کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کا دنیا میں پھیلنا تھا کہ عیسائیت کی بنیادیں ہلنی شروع ہو گئیں اور عیسائیوں کو سمجھ آنے لگی کہ وہ جو کچھ اسلام کے متعلق سمجھتے تھے وہ تو بالکل ہی غلط تھا۔ چنانچہ خاکسار کے بعض ریڈیائی پروگراموں کا تذکرہ کرنے کے بعد جیک منڈیلسن JACK MANDELSOHN اپنی کتاب GOD ALLAH & JUJU میں لکھتے ہیں:۔

"یہ ہے درحقیقت اسلام کا حالات کے مطابق راہ نمائی کرنا۔ لیکن یہ اس سے بالکل مختلف ہے جو عیسائی پادری یورپ اور امریکہ میں جاکر بیان کرتے رہے ہیں۔ عام طور پر یہ کہا جاتا رہا ہے کہ اسلام حالات کے مطابق اس طرح بدلتا ہے کہ گویا شرک کی تائید کرنے لگتا ہے

اور اخلاق کی گراوٹ کو قبول کر لیتا ہے"۔

ہماری تبلیغی کوششوں کے متعلق ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"میں متعدد بار اس بات کا ذکر کر چکا ہوں کہ اسلام کی روز افزوں ترقی میں احمدیت کے اثرات اس طرح داخل ہوئے ہیں کہ گویا یہ تانے بانے میں داخل ہیں۔ یہ بات بغیر تردد کے کہی جا سکتی ہے کہ احمدیہ جماعت سب سے زیادہ کام کرنے والی اور سب سے زیادہ وسیع اسلامی جماعت ہے جو کہ افریقہ میں کام کر رہی ہے۔ اگرچہ اس کی جڑیں افریقہ میں نہیں یعنی اس کا مرکز کسی اور جگہ ہے"

یہ مصنف اس بات سے حد درجہ متاثر ہے کہ عیسائیت کا صحیح رنگ میں اور کامیابی کے ساتھ احمدیہ جماعت ہی مقابلہ کر رہی ہے چنانچہ اپنی کتاب میں اس نے بلی گراہم کے افریقہ کے دورہ کے سلسلہ میں نائجیریا کا بھی ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہاں احمدیہ جماعت نے اسے چیلنج کیا۔ لیکن بلی گراہم نے اس چیلنج کو قبول نہ کیا

عیسائی پادریوں کو یہ بات تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ ہی میں محسوس ہونے لگی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی وجہ سے عیسائیوں کو بہت زیادہ مشکلات پیش آنے لگی ہیں۔ اس وقت سے آج تک جو کام ہو چکا ہے اس کے نتیجہ میں عیسائیت دنیا کے تمام ممالک میں پسپائی کی حالت میں ہونے کا شکوہ کر رہی ہے اور عیسائی پادری کھلم کھلا اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ اسلام کو زبردست فتح حاصل ہو رہی ہے

خاکسار نے مغربی افریقہ میں بیس سال کے قریب تبلیغ احمدیت کے میدان

میں کام کرنے کی سعادت حاصل ہے ۔ اگر اس عرصہ میں عیسائی پادریوں کے اسلام کی فتح کے بیانات یکجا کئے جائیں تو یوں معلوم ہوگا ۔ کہ عیسائی دنیا میں ایک شور برپا ہے کہ عیسائیت کی دیوار گری کہ گری حتیٰ کہ مسٹر ٹریسی سٹرانگ (MATRACY STRONG) نے اسلامی ممالک کا دورہ کرنے کے بعد جو رپورٹ مرتب کی اس میں عیسائی دنیا کو مشورہ دیا کہ اسلام کی فتح کا اور عیسائیت کی شکست کا کھلم کھلا اظہار نہ کیا جائے لیکن چھوٹے سے چھوٹے پادری سے لے کر بڑے سے بڑے بشپ تک اس بات پر مجبور ہیں کہ عیسائیت کی شکست کا واویلا کریں ۔ حال ہی میں امریکہ کے ایک پادری نے افریقہ کے متعدد ممالک کا دورہ کرنے کے بعد اپنے بیان میں کہا کہ اس براعظم میں اسلام عیسائیت کو شکست دے کر اس کی جگہ لے رہا ہے اور اگر عیسائی مشنوں نے اپنے طریق کار اور بعض عقائد (ازدواجی زندگی کے متعلق) میں تبدیلیاں نہ کیں تو وہ وقت دور نہیں ہے جب کہ افریقہ سے عیسائیت کا خاتمہ ہو جائے گا ۔

لندن سے شائع ہونے والے اخبار ٹائمز میں حال ہی میں ایک مضمون شائع ہوا ہے ۔ جس کا عنوان ہے " افریقہ میں عیسائیت " اس مضمون میں اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ کرتے ہوئے صاحب مضمون نے لکھا ہے کہ :-

> " اسلام جو ترقی کر رہا ہے عیسائیوں کی طرف سے اس کا خاطر خواہ مقابلہ نہیں کیا جا رہا اور یہ بات بعید نہیں کہ مستقبل قریب میں عیسائی علاقے اسلام کے بڑھتے ہوئے سمندر کی زد میں آجائیں "

اسیطرح چرچ آف انگلینڈ نے ایک حالیہ رپورٹ میں لکھا ہے کہ اسلام مغربی افریقہ کے عیسائی اور مشرک حلقوں میں پھیل رہا ہے اور کہ مغربی افریقہ میں عیسائیت کا صحیح معنوں میں مدمقابل اسلام ہی ہے۔ لیگوس کے بشپ نے اس رپورٹ کی ترتیب کے لئے جو مواد بھیجا تھا اس میں انہوں نے لکھا۔

"لیگوس میں خاص طور پر اور سارے
نائجیریا میں عام طور پر اسلام میں زیادہ
سے زیادہ لوگ داخل ہو رہے ہیں"

نائجیریا کے ایک قومی روزنامہ "ویسٹ افریقین پائلاٹ" نے گزشتہ سال اپنے ایک اداریہ میں لکھا۔

"اسلام کی وہ ترقی جس کی نظیر پہلے
نہیں ملتی افریقہ میں عیسائی چرچ کے لئے
ایک خاصی سردردی کا باعث بنی ہوئی ہے
اس کا علاج صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ
کہ چرچ اپنی موجودہ ہیئت کو بدل ڈالے اگر
ایسا نہ کیا گیا تو اس کا انجام عیسائیت کے
خاتمہ کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ جنگ جو آج سے ستر سال قبل کفر و ایمان میں شروع ہوئی تھی وہ اسلام کے حق میں فیصلہ پا رہی ہے اور وہ وقت دور نہیں کہ اسلام دنیا پر غالب آکر رہے گا۔

ڈاکٹر بلی گراہم

اور

احمدی مبلغین

خاکسار جب سے مغربی افریقیہ سے پاکستان واپس آیا ہے متعدد احباب نے ڈاکٹر بلی گراہم کے مغربی افریقیہ کے دورے کے متعلق دلچسپی کا اظہار کیا ہے اور اس بات کی خواہش کی ہے کہ اس مشہور عالم عیسائی منادکو احمدی مبلغین کی طرف سے دیئے گئے چیلنج اور اس کے اثرات کی تفصیل سے ان کو آگاہ کیا جائے جن احباب سے میری ملاقات ہوئی ہے اور جنہوں نے اس بارے میں پوچھا ہے یقیناً ان کے علاوہ بھی بہت سے دوست ایسے ہوں گے جو اس تفصیل کو جاننے کے خواہشمند ہیں چنانچہ ان تمام احباب کی خواہش کے احترام میں مندرجہ ذیل چند سطور تحریر کر رہا ہوں۔

سب سے پہلے ۱۹۵۵ء کے نومبر میں ڈاکٹر بلی گراہم کے افریقہ کے دورہ کی خبر نائیجیریا کے اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ اس خبر کے شائع ہوتے ہی ہمارے ایک احمدی دوست MR. Y. A. SAFI نے ایک اخبار۔ ایوننگ ٹائمز کو مندرجہ ذیل خط لکھا۔

" ڈاکٹر بلی گراہم کی متوقع آمد نے جس کا انتظام کرسچن کونسل آف نائیجیریا کررہی ہے مذہبی حلقوں میں بہت دلچسپی پیدا کر دی ہے۔ نہ صرف عیسائی بلکہ مسلمان

بھی اس زبردست مقرر کو دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ کیونکہ ایک مقرر کی حیثیت سے ان کی شہرت بہت دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم سب ان کو تقریر کرتا سن کر خوش ہوں گے۔ لیکن مجھے ایک تجویز بھی پیش کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ وہ یہاں ایک تبلیغی دورے پر آرہے ہیں جس کا مقصد لوگوں کو عیسائیت میں داخل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ ان کے اور مسلمان مذہبی لیڈروں کے درمیان ایک مناظرہ ہونا چاہیئے۔ ہم میں سے ہر شخص کی یہ خواہش ہے کہ ہم بہترین روحانی نظام سے منسلک ہوں۔ لیکن ہم میں سے ہر شخص کامیابی کے ساتھ اپنے مذہب کے دلائل نہیں پیش کر سکتا۔ اور نہ از خود یہ معلوم کر سکتا ہے۔ کہ کونسا مذہب بہترین مذہب ہے مجھے اس بات کا پورا پورا یقین ہے کہ اس قسم کا مناظرہ لوگوں کو بہت فائدہ پہنچانے کا باعث ہوگا۔"

اس خط کو شائع کرتے ہوئے ایڈیٹر نے یہ نوٹ بھی دیا:۔

"ہمارا بھی خیال ہے کہ یہ بات بہت مفید ثابت ہوگی۔ لیکن وہ کونسا مذہبی عالم ہے۔ چاہے وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ جو کہ مناظرہ کی تاب لا سکے گا۔"

اس خط اور نوٹ کے چھپنے کے بعد خاکسار نے ۲۱۔ نومبر ۱۹۵۵ء کو اس اخبار کو مندرجہ ذیل خط لکھا:۔

"مسٹر وائی اے صافی کی تجویز کہ ڈاکٹر بلی گراہم اور مسلمان مذہبی لیڈروں کے درمیان مناظرہ کا انتظام بھی ہونا چاہیئے۔ ایک نہایت اچھی تجویز ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ یہ کیوں خیال کرتے ہیں کہ کوئی مذہبی لیڈر بھی ایسا

نہ ہوگا کہ جو پبلک مناظرہ کی تاب لا سکے۔ اگر ہم فی الحقیقت اپنے مذہب کو اچھی طرح سمجھتے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ پبلک میں بھی اس کے متعلق اسیطرح گفتگو کر سکیں جس طرح کہ نجی طور پر۔ آخر مناظرہ کیا ہے؟

ہمیں اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنی ہوتی ہیں اور شائد دوسرے مذاہب کی بعض خامیوں کا ذکر کرنا ہوتا ہے۔ البتہ اگر لفظ مناظرہ سے بعض لوگ گھبراتے ہیں تو ہم اس بات کو اس رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر گراہم نائیجیریا آئیں تو ہم ان کی باتیں سننا چاہیں گے۔ اور ان کی باتیں سننے کے بعد ہم بھی ان سے کچھ کہنا چاہیں گے۔ اور اس طرح باہمی گفتگو کا یہ سلسلہ کچھ دیر تک جاری رکھیں گے۔

مہربانی کر کے اس کا نام مناظرہ نہ رکھیئے۔ آپ کے اخبار کے ذریعہ میں اپنے آپ کو اس کام کے لئے "احمدی مسلمانوں کی طرف سے پیش کرتا ہوں۔ شائد مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ اس طرح دونوں طرفین باقاعدہ کسی نہ کسی جماعت کی نمائندہ ہوں گی۔ کیونکہ ڈاکٹر گراہم کرسچین کونسل آف نائیجیریا جو کہ ایک بہت بڑی تنظیم ہے کے نمائندہ ہوں گے۔ اور مجھے سارے مغربی افریقہ کے احمدی مسلمانوں کی نمائندگی کا فخر حاصل ہے"

اس خط پر تبصرہ کرتے ہوئے اڈیٹر صاحب نے لکھا:-

"سیفی صاحب! ہم نے آپ کی مناظرانہ اہمیت کو نظر انداز ہی کر دیا تھا۔ لیکن اب چونکہ آپ نے کھلم کھلا اس خواہش کا اظہار کیا ہے اس لئے ہماری بھی خواہش ہے کہ آپ اور ڈاکٹر گراہم باری باری ایک دوسرے

کو مخاطب کریں"

لیکن اس خبر کی اہمیت افواہ سے کچھ زیادہ ثابت نہ ہوئی اور ڈاکٹر بلی گراہم دورہ پہ نہ آئے۔

یہاں یہ بات ضمناً عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ۱۹۵۵ء کے جولائی اگست میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے یورپ، امریکہ اور افریقہ کے مبلغین کی لندن میں کانفرنس بلائی تھی اور حضور نے فرمایا تھا کہ یہ قضیہ زمین برسرِ زمین ہی طے کر دینا چاہتا ہوں۔ یہ کہ ڈاکٹر گراہم نے اس کانفرنس کے دو تین ماہ بعد ہی دورہ افریقہ کے ارادے کا اظہار کیا۔ یا یہ کہ نائیجیریا کی کرسچین کونسل نے اس کے انتظامات اپنے ہاتھ میں لینے کی پیشکش کی اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ مبلغین کی لندن والی کانفرنس فی الواقعہ قضیہ زمین برسرِ زمین ہی چکا دینے والی بات تھی۔ بہر حال کسی نامعلوم وجہ کی بنا پر ڈاکٹر بلی گراہم مزید چار سال تک افریقہ کا دورہ نہ کر سکے۔

جنوری ۱۹۶۰ء میں ان کی آمد کا ایک دفعہ پھر چرچا ہوا۔ بڑے بڑے شہروں میں قد آدم پوسٹر لگائے گئے۔ اخبارات میں موٹر کاروں کے اشتہارات کی طرح اشتہار دیئے گئے۔ اور آخر کار ان کا ہراول دستہ آپہنچا اور لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اب تو وہ ضرور ہی آئیں گے۔

یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ جب یہ دستہ فری ٹاؤن پہنچا تو خاکسار کے ایک پمفلٹ جس کا عنوان ہے "یاد رکھنے کے قابل پانچ نکات" کی تلاش میں اس دستہ کے چند ایک افراد لبو (Bo) بھی پہنچے اور

وہاں سے اس پمفلٹ کی ایک کاپی لے کر پھر آگے روانہ ہوئے۔ بہرحال جب یقین ہو گیا کہ ڈاکٹر بلی گراہم نائجیریا کا ضرور دورہ کریں گے۔ تو خاکسار نے کرسچین کونسل کو مندرجہ ذیل خط لکھا۔

"مجھے اخبارات اور ریڈیو سے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ مشہور عالم عیسائی مناد بلی گراہم جنوری ۱۹۶۰ء میں نائجیریا آرہے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ کرسچین کونسل اس بات کے امکان پر غور کرے کہ بلی گراہم اور ملک کے مسلمان لیڈروں اور خاص طور پر لیگوس کے مسلمان لیڈروں کی ملاقات کا انتظام کیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسا کرنے سے اسلام اور عیسائیت جو کہ نائجیریا میں دو اہم مذہب ہیں کے پیروکاروں کے آپس میں تعلقات بہت حد تک خوشگوار ہو جائیں گے۔ اور اس بات میں کیسے شک ہو سکتا ہے کہ اس وقت نائجیریا کی سب سے بڑی ضرورت بلکہ ساری دنیا کی سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ دنیا کے مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے آپس میں تعلقات زیادہ سے زیادہ خوشگوار بنائے جائیں۔

اگر تبادلۂ خیال کے لئے بلی گراہم اور مسلمان مبلغین کی میٹنگ کا انتظام کیا جا سکے تو یہ امر بھی نہایت ہی قابل تعریف سمجھا جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ آپ عنقریب ہی میرے اس خط کا جواب دیں گے۔"

مندرجہ بالا خط ۲ر نومبر ۱۹۵۹ء کو لکھا گیا تھا۔ اس خط کے جواب میں کرسچین کونسل کے سیکرٹری صاحب نے مجھے لکھا کہ انہیں افسوس ہے کہ بلی گراہم کے دورے کے انتظامات ان کے ہاتھ میں نہیں ہیں لیکن تاہم وہ میرا خط اس کمیٹی

کے سپرد کردیں گے۔ جو اس دورے کے انتظامات کر رہی ہے۔

۶ نومبر کو مجھے ایک صاحب JHON E. MILLS کی طرف سے مندرجہ ذیل خط ملا:۔

" کرسچین کونسل آف نائیجیریا کے سیکرٹری صاحب نے مجھے آپ کا وہ خط ارسال کیا ہے جس میں آپ نے بلی گراہم اور مسلمان لیڈروں کی ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ میں آپ کا یہ خط بلی گراہم ٹیم (CAMPAIGN) کی نیشنل ایگزیکٹو کمیٹی کو جس کی میٹنگ سوموار ۹ نومبر کے روز منعقد ہو رہی ہے دے دوں گا۔ میٹنگ کے بعد میں پھر آپ کو خط لکھوں گا"

اس کے بعد ۱۵ فروری کو انہوں نے پھر مجھے لکھا:۔

" میں نے ڈاکٹر بلی گراہم سے آپ کی ملاقات کے بارے میں ڈاکٹر جیری بیون (JERRY BEAVAN) سے جو کہ ڈاکٹر گراہم کی آمد کے سلسلہ میں جملہ انتظامات کو آخری شکل دینے کے ذمہ دار ہیں۔ سے گفتگو کی ہے وہ مجھ سے اس بات میں اتفاق رکھتے ہیں کہ آپ کی تجویز نہایت قابل قدر ہے لیکن انہوں نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ میں آپ تک ان کی خلوص دل سے معذوری کا اظہار کر دوں کہ جس قسم کی میٹنگ کی آپ نے تجویز پیش کی ہے اس کا انعقاد ناممکن ہے۔

" ڈاکٹر گراہم ان ڈاکٹری ہدایات کے ماتحت جو گزشتہ اٹھارہ ماہ سے ان کے ڈاکٹر نے انہیں دے رکھی ہیں۔ افریقہ کے دورے کو نہایت مختصر کرنے پر مجبور ہیں ان کا وقت بڑے بڑے جلسوں میں تقاریر کرنے اور اپنے مشنریوں سے

گفت و شنید میں ہی صرف ہو گا۔ اگر آپ ڈاکٹر گراہم کے عقائد کے متعلق واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ ان جلسوں میں شمولیت کریں جن میں کہ وہ تقاریر کریں گے۔ وہ نہ تو کوئی عالم دین ہیں اور نہ ہی الہیات کے ماہر۔ بلکہ وہ ایک عیسائی مبلغ ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ صرف یسوع مسیح کی انجیل کو پیش کرتے ہیں۔ اگر آپ عیسائیت کے متعلق مزید واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور آپ کی یہ خواہش ہے کہ آپ اس سلسلہ میں طویل و مفصل گفت و شنید کریں تو میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ آپ لوکل عیسائی مبلغین سے بات چیت کریں جو کہ ایسی بات چیت کرنے کے لئے ہر وقت بخوشی تیار ہیں۔ میں ایک دفعہ پھر آپ کی دلچسپی کی داد دیتا ہوں "

جب خاکسار نے دیکھا کہ ڈاکٹر بلی گراہم سے ملاقات اور مناظرہ کی کوئی صورت پیدا ہوتی نظر نہیں آتی تو خاکسار نے ایک خط ان کے نام لکھا جس کا متن درج ذیل ہے

" میں احمدیہ جماعت کے جملہ احباب کی طرف سے جن کا مشنری انچارج ہونے کا مجھے فخر حاصل ہے۔ آپ کو نائیجیریا میں آمدید پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ جب آپ یہاں سے کسی اور جگہ جائیں تو آپ یہاں کی بہترین یادیں اپنے ساتھ لے کر جائیں۔

اس ملک میں دو بڑے اور اہم مذہب ہیں۔ اور وہ ہیں اسلام اور عیسائیت اور ان دونوں مذاہب کے پیروکاروں کے لئے یہ بات از حد اہم ہے کہ ان کے تعلقات استوار رہیں۔ اور تعلقات کی یہ استواری جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے ان کے لیڈروں کے رویہ پر منحصر ہے۔ میں نے اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کرسچین کونسل آف نائیجیریا

کو یہ تجویز پیش کی تھی کہ آپ کی اور مسلمان لیڈروں کی ملاقات کا انتظام
کیا جائے میری یہ تجویز "بلی گراہم مہم کمیٹی" جو کہ آپ کی آمد کے
سلسلہ میں جملہ انتظام کر رہی ہے کے سامنے رکھ دی گئی تھی۔
لیکن میری اس تجویز کو کمیٹی نے اس عذر کے ساتھ رد کر دیا تھا کہ
آپ اپنے دورہ کو نہایت مختصر کرنے پر مجبور ہیں اور اسکی وجہ
ڈاکٹری ہدایات ہیں مجھے اس بات کا پورا پورا احساس ہے کہ آپ
کا کام زیادہ تر عیسائیوں کے گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن یہ بات
تو میرے خیال میں بھی نہیں آسکتی کہ آپ کسی ایسے موقع کو ضائع
ہونے دینا چاہیں گے۔ جو مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے تعلقات
کو خوشگوار بنانے کے لئے مہیا کیا جا رہا ہو۔ خصوصاً جب کہ مسلمانوں اور
عیسائیوں کے تعلقات کی خوشگواری کا سوال پیدا ہوتا ہو۔
بہرحال آپ کی مذہبی پوزیشن کے پیش نظر میں نے آپ کی خدمت
میں چند ایک کتابیں ارسال کی ہیں جو مجھے امید ہے کہ آپ ضرور
پڑھیں گے۔"

یہ خط میں نے ستائیس جنوری کو لکھا تھا۔ یکم فروری کو ویسٹ افریقن احمدیہ
نیوز ایجنسی نے اپنے ایک نمائندہ خصوصی کے حوالے سے ایک پریس ریلیز جاری کیا
جس میں اس تمام خط و کتابت کا ذکر کیا گیا تھا اور خاکسار کے ان مضامین کا متن
بھی درج کیا گیا جو اس دوران خاکسار نے اپنے ہفتہ واری کالموں میں لکھے تھے
ان میں سے ایک مضمون جو اخبار ڈیلی سروس میں چھپا تھا۔ اس مضمون کا حاصل تھا

کہ حضرت مسیح ناصری کی انجیل دراصل حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد ہی کی خبر تھی۔ اور وہ اس بات کی منادی کرنے کے لئے دنیا میں تشریف لائے تھے۔

اس موقع پر خاکسار نے ڈاکٹر بلی گراہم کی ایک کتاب کا حوالہ دے کر ایک مختصر سی عبارت کے ساتھ ایک پوسٹر شائع کیا۔ پوسٹر کا مضمون یہ تھا:۔

"ڈاکٹر بلی گراہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم کو شروع سے آخر تک پڑھ جائیے اس میں کہیں بھی کسی پیشگوئی کا ذکر نہیں ہے اگر ڈاکٹر بلی گراہم کو اس بات کا یقین ہے کہ جو بات انہوں نے کہی ہے وہ درست ہے تو وہ ہم سے پبلک مناظرہ کریں۔"

اس پوسٹر سے تو گویا یہ سارا علاقہ بھڑک اٹھا بیرونی اخبارات کے کثیر التعداد نمائندے احمدیہ مشن آئے اور سارے حالات سن کر انھوں نے دنیا بھر کے اخباروں میں ہمارے چیلنج کی خبریں شائع کروائیں۔ اس چیلنج کا سب سے زیادہ پروپیگنڈہ امریکہ میں ہوا۔ وہاں کے اخباروں اور رسالوں نے نہ صرف اس خبر کو جلی حروف میں شائع کیا بلکہ اس پر ایڈیٹوریل بھی لکھے۔ اور کھلم کھلا اس بات کا اظہار کیا کہ اگر عیسائی مشنری کسی بات کو لے کر اس بات پر قائم نہیں رہ سکتے تو ایسی بات کہتے ہی کیوں ہیں۔

دنیا کے سب سے زیادہ اشاعت والے ہفتہ وار ٹائم (TIME) نے جو امریکہ سے شائع ہوتا ہے اس خبر کو دو کالموں میں لکھا۔ اور یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ہمارے ایک پمفلٹ کی تقسیم اور اس کے نفس مضمون کا نمایاں طور پر

ذکر کیا۔ ٹائم میں شائع شدہ خبر کا ترجمہ درج ذیل ہے :-

"مسلمان اور بلی"

گزشتہ ہفتہ سفید فام بلی گراہم نے جن کے متعلق نائیجیریا کے بعض باشندوں کو یہ کہنا تھا کہ ان کی کھال اتری ہوئی ہوتی ہے اپنے افریقی مذہبی جہاد کو جاری رکھا، جہاں کہیں بھی وہ گئے بہت بڑے ہجوموں نے ان کی تقاریر کو سنا اور "مسیح کے لئے" فیصلے کئے۔ لیگوس میں جو کہ نائیجیریا کا دارالخلافہ ہے گراہم نے ایک لاکھ آدمیوں سے خطاب کیا جس میں سے کم از کم دو ہزار اشخاص نے "مسیح کیلئے" فیصلہ کیا۔ اس فیصلہ کا اظہار مکمل خاموشی میں کیا جاتا رہا۔ یہ خاموشی نائیجیریا میں جہاں کہ حد سے زیادہ شور و شغب ہوتا ہے۔ ایک نہایت عجیب چیز تھی ان کی تقریر سننے کے لئے مسلمان بھی کافی تعداد میں میدان تقریر میں پہنچے۔ کیونکہ یہ تمام ان مقررین سے مختلف تھے جن کو افریقیوں نے پہلے سنا جاتا ہے۔ ایک مسلمان کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا "یہ شخص تو بالکل ہم جیسا ہی معمولی انسان ہے۔ اس کو ہرگز یہ دعویٰ نہیں کہ یہ کسی غیر معمولی طاقت کا مالک ہے اور نہ ہی یہ کوئی ایسا طریق بتاتا ہے جو عیسیٰ (علیہ السلام) کے نقش قدم پر چلنے میں آسانی پیدا کرتا ہو"

لیکن مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد۔ اور مسلمان جو کہ کل آبادی یعنی ساڑھے تین کروڑ کے نصف کے قریب ہیں۔ گراہم کی آمد سے خوش نہیں تھے۔ بلی گراہم کے نائیجیریا پہنچنے سے قبل مسلمانوں کے لیڈروں نے ان کے ساتھ ملاقات کی تجویز پیش کی تھی۔ لیکن ان کے ہراول دستہ نے اس تجویز کو رد کر دیا تھا اور رد کرنے کی وجہ یہ بیان کی گئی تھی کہ وہ (گراہم) بہت مصروف ہیں جواب یہ دیا

گیا تھا۔

"ڈاکٹر گراہم کے متعلق آپ ان کی تقاریر سن کر واقفیت حاصل کر سکتے ہیں"

نائیجیریا کے مسلمان جو اس بات پر مصر ہیں کہ دسمبر کے الیکشن میں ان کا مسلمان دزیراعظم اپنے عہدے پر قائم رہا۔ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ دورہ اس لئے کروایا گیا ہے تاکہ عیسائیوں کو سیاسی طاقت حاصل کرنے میں مدد ملے (حالانکہ یہ دورہ کافی عرصہ سے زیر تجویز تھا)

گراہم کے جلسوں میں مسلمانوں کی طرف سے ایسے پمفلٹ تقسیم کئے گئے جن میں پانچ نکات پیش کئے گئے تھے۔ وہ پانچ نکات یہ ہیں:۔

۱۔ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے نہیں تھے

۲۔ انہوں نے صلیب پر وفات نہیں پائی تھی

۳۔ وہ مردوں سے جی نہیں اٹھے تھے۔

۴۔ وہ آسمان پر اٹھائے نہیں گئے تھے

۵۔ وہ بذات خود واپس دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔

بلی نے کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن کچھ عرصہ کے لئے دونوں طرف طبائع کا پارہ چڑھتا رہا۔ اور دونوں طرفوں سے بیانات جاری ہوتے رہے۔ اس ہفتہ معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ کیونکہ عیسائی منادگراہم آرام کرنے کے لئے اور ڈاکٹر البرٹ شویزر (ALBERT SHWEITZER) سے ملاقات کرنے کے لئے لمبارینے (LAMBA RENE) چلے گئے ہیں

لائف (LIFE) جو امریکہ کا مشہور ترین رسالہ ہے اس میں ڈاکٹر گراہم کے دورہ کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کو واضح الفاظ میں پیش کیا گیا کہ افریقہ کے سارے دورے میں ان کی سب سے زیادہ موثر مخالفت نائیجیریا میں ہوئی۔

نائیجیرین اخبارات نے توقع سے زیادہ ہمارے چیلنج کی طرف توجہ دی اور اس کے حق میں اور اس کے خلاف دل کھول کر اظہار رائے کیا۔ سب سے پہلے تو ہمارے چیلنج کو چھاپا پھر اس پر قارئین کے خطوط چھاپے گئے اور ایڈیٹوریل لکھے گئے۔ ایک اخبار نے پہلے صفحہ پر "مسلم اور عیسائیت" کے جلی عنوان سے ویسٹ افریقن احمدیہ نیوز ایجنسی کا پریس ریلیز سارے صفحہ پر چھاپا اور اس کے ساتھ ہی ایڈیٹوریل بھی لکھا جس میں نہ صرف قارئین کو وہ پریس ریلیز توجہ کے ساتھ پڑھنے کی تلقین کی۔ بلکہ ایک خسم خوردہ شیرنی کی طرح اس چیلنج کے خلاف دھاڑا بھی۔

ایڈیٹوریل کا ترجمہ درج ذیل ہے :۔

" ہم اپنے قارئین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ وقت نکال کر ضرور بالضرور ہماری لیڈنگ سٹوری کو جو احمدیہ مشن سے لی گئی ہے پڑھیں ہم نے ارادۃً اس خبر کو اس قدر نمایاں جگہ دی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اسے پڑھ سکیں۔ اور اس پر غور کر سکیں۔

ہم نے خود اسے نہایت غور سے پڑھا ہے اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ نائیجیریا میں احمدیہ مشن کے لیڈر مسٹر فسیقی بہر حال میں اس بات کے فیصلہ

کے لئے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں کہ ان دو نو مذاہب (اسلام اور عیسائیت) میں سے کون سا مذہب دوسرے سے بہتر ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ایسے مناظرے سے لوگوں کے تعلقات خوشگوار ہو سکیں گے۔ یہ بات غیر صحت مندانہ ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں ایک ختم نہ ہونے والی اور بد مزہ بحث چھڑ جائے گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بات اتنی ہی بُری ہے جتنی کہ ایک ایسی بحث جس کا مقصد یہ ہو کہ یہ ثابت کیا جائے کہ یوریا (YORUBA) اور ابو (IBO) میں سے کونسا قبیلہ اچھا ہے یا ھاؤسا (HAUSA) اور ابو (IBO) میں سے کس قبیلہ کو دوسرے پر فوقیت حاصل ہے۔

اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ احمدی لیڈر نے بھی گراہم کی آمد سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ان کی آمد ایسے وقت میں رکھی گئی ہے جب کہ مسلمانوں کو سیاسی اقتدار حاصل ہوا ہے اور الحاج ابوبکر تفاوا بلیوا پرائم منسٹر بن گئے ہیں۔ یہ بات نہایت ہی خطرناک ہے اور اس سے عیسائیوں کے دلوں پر ایک کاری زخم لگا ہے۔ نہ صرف نائیجیریا کے عیسائیوں کے دلوں پر بلکہ ساری دنیا کے عیسائیوں کے دلوں پر زخم لگا ہے۔

ہم مذہبی اختلافات کے بارے میں اپنا موقف دوبارہ پیش کر دینا چاہتے ہیں۔ نائیجیریا ایک ایسا خوش قسمت ملک ہے جہاں لوگوں کے مذہبی اختلافات ان کی زندگی پر کوئی اثر نہیں ڈالتے۔ ہم ایک ایسے ملک کی تعمیر کر رہے جہاں مذہبی اختلافات لوگوں کے آپس کے تعلقات پر ہرگز اثر انداز نہ ہوں گے۔ ہمارا یقین ہے کہ تمام نائیجیرین چاہے وہ کس مذہب

سے تعلق رکھتے ہوں باہم مل کر کام کر سکتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم ہر اس شخص یا اس گروہ کی مخالفت کرتے ہیں جو کہ مذہبی آگ کو ہوا دے۔ ہم نے دیگر ممالک میں ان بلوؤں کے برے نتیجے نکلتے دیکھے ہیں۔"

(NORTHERN STAR)

ایک اور اخبار نائیجیرین ٹریبیون (NIGERIAN TRIBUNE) نے اپنے ۹ فروری کے شمارے میں مندرجہ ذیل اداریہ لکھا:-

"غصہ دلانے والی حرکات"

"دوسرے ممالک کی طرح نائیجیریا بھی بعض مشکلات سے دوچار ہے لیکن برعکس دوسرے ممالک کے یہاں کی مشکلات بہت زیادہ ہیں اور بہت پیچیدہ ہیں، اقتصادی مشکلات ہیں۔ اقلیتوں کی مشکلات ہیں، قبیلوں کی مشکلات ہیں اور پھر زبان کی بھی مشکلات ہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہاں جس قدر قبیلے ہیں اور جس قدر زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اتنی ہی تعداد میں مشکلات بھی درپیش ہیں۔ دراصل یہ مشکلات بے شمار ہیں اور ہماری امید صرف اس بات پر قائم ہے کہ ہمارے سیاسی لیڈر اور زندگی کے دوسرے شعبوں کے لیڈر بھی نفس پرستی سے بالا ہو کر نائیجیریا کے مفاد کے لئے زندگیاں بسر کریں۔ لیکن اگرچہ یہ مشکلات پیچیدہ ہیں نائیجیریا کے لوگ اپنے آپ کو اس لحاظ سے خوش قسمت سمجھتے ہیں کہ یہاں نسلی اور مذہبی قسم کی مشکلات کالعدم ہیں۔ اور اس کے پیش نظر ہم ایسے شخص کو

اچھی نظروں سے نہیں دیکھ سکتے۔ جو نائجیریا کی مشکلات میں اضافہ کا باعث ہو۔ اور اس طرح ہماری پریشانیوں میں اضافہ کرے ہم سمجھتے ہیں کہ پہلے ہی نائجیریا اتنی مشکلات سے دوچار ہے کہ اس کے لیڈر آئندہ پچاس سال تک انہی کو حل کرنے میں مصروف رہیں گے اور اس لئے ہم مغربی افریقہ کے رئیس التبلیغ کے اس ردِ عمل کو ناپسندیدہ سمجھتے ہیں جس کا انھوں نے ڈاکٹر گراہم کے نائجیریا کے دورے کے سلسلے میں اظہار کیا ہے۔

یہ مسلمان مبلغ ڈاکٹر گراہم ہی کی طرح، اگر سیاسی زبان میں بات کی جائے تو غیر ملکی ہیں یہ پاکستانی ہیں۔ جب کہ مشہور ڈاکٹر (گراہم) امریکن ہیں۔ لیکن ان دونوں کو نائجیریا میں آنے کی دعوت نائجیریا کے لوگوں نے دی ہے اور اسی وجہ سے ان کو صرف اس وقت تک خوش آمدید کہا جا سکتا ہے جب تک کہ وہ اپنے مذہبی حلقہ کے اندر رہ کر اپنا مذہبی کام کریں۔ لیکن مولوی نسیم سیفی صاحب اس تمثیلی برتن کی طرح ہیں جو گراہم کیتلی کو کالا کہتے ہیں۔ مولوی سیفی صاحب کے ساتھیوں نے کیوں ڈاکٹر گراہم کے جلسوں میں شور و شر پیدا کرنے کی ضرورت سمجھی اور کیوں وہاں گراہم کے خلاف پمفلٹ تقسیم کئے۔ سیفی صاحب کو گراہم کے ساتھ مناظرہ کرنے میں بھلا کیا خوشی حاصل ہو سکتی تھی۔

ہم یہ بات کہنے کی جرأت کرتے ہیں کہ اس احمدی

کی حرکات غصہ دلانے والی ہیں۔ اور ہر امر ناجائز ہیں۔ سیفی صاحب غیر معمولی طور پر جوش کا اظہار کرتے ہیں اور ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ غیر معمولی جوش اختلافات کو برداشت نہ کر سکنے کے مترادف ہے۔ ہمیں اس کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ ہم اس بات سے نفرت کرتے ہیں۔ اس بات کو یہاں ہرگز پیدا نہ ہونے دینا چاہیئے۔

نائیجیرین ٹربیون۔ نائیجیرین اتحاد کے پیش نظر تمام احمدیوں کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کراتا ہے کہ وہ مولوی سیفی صاحب کو مشورہ دیں کہ وہ بے وجہ نائیجیرین عیسائیوں کے عمائدین پر حملے نہ کریں۔ سیفی صاحب جو کہ اتنے ہی زیادہ مناظر ہیں ان کے لئے نائیجیریا کوئی مناسب زمین نہیں ہے الفا بسریو اپالارا (ALFA BISRIYU APALARA) کی یاد ابھی تازہ ہے (یہ صاحب ایک مسلمان مبلغ تھے جن کو تبلیغی لیکچر دیتے ہوئے قتل کر دیا گیا تھا اور ان کی لاش کو لگون (LAGOON) میں پھینک دیا گیا تھا اس قتل کے نتیجہ میں گیارہ اشخاص کو پھانسی ملی تھی۔ نسیم) ہمارا خیال ہے کہ مولوی سیفی صاحب کے ساتھ تعلق رکھنے والے بعض احمدیوں کی حرکات ایسی ہیں کہ ان کے نتیجہ میں ملک میں مناقشت پیدا ہونے کے امکانات ہیں اور اس کا نقصان نائیجیریا ہی کو ہوگا“

اس ایڈیٹوریل کی صحیح پوزیشن بالکل وہی ہے جسے تمثیلی طور پر یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ”کھسیانی بلی کھمبا نوچے“ یہاں یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ نہ خاکسار

لے اور نہ ہی کسی اور احمدی دوست نے ڈاکٹر بلی گراہم کے جلسوں میں کوئی پمفلٹ تقسیم کئے تھے۔ ہاں اس میں کچھ شک نہیں کہ ان ایام میں اندرون شہر جماعت نے ایک پمفلٹ "یاد رکھنے کے قابل پانچ نکات" جس کا ذکر امریکہ کے سفتہ وار اخبار ٹائم (TIME) نے بھی کیا تھا۔ ضرور تقسیم کیا تھا۔ لیکن یہ محض غلط بیانی تھی کہ ہم نے کوئی پمفلٹ گراہم کے جلسوں میں تقسیم کئے تھے یا ان جلسوں میں کسی قسم کا شور و شر پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔

مشرقی نائیجیریا کے گورنر سر فرانسس ایبام (FRANCIS IBIAM) جو ان دنوں سنٹرل بورڈ آف منسٹرز آف دی پریسبٹیرین چرچ آف کینیڈا کے مہمان کے طور پر ٹورنٹو کا دورہ کر رہے تھے ان سے جب مسلمانوں اور عیسائیوں کے تعلقات اور کام کے متعلق سوالات کئے گئے تو انھوں نے پریس کو بتایا کہ اگرچہ نائیجیریا میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان لوگوں کو اپنے اپنے مذہب میں داخل کرنے کے سلسلہ میں ایک بہت بڑا مقابلہ جاری ہے لیکن ان دونوں مذاہب کے پیروکاروں میں آپس میں کوئی مناقشت نہیں ہے۔ ان سے یہ سوالات اس خبر کے سلسلہ میں کئے گئے تھے جو کہ وہاں کے مقامی اخبار دل نے بلی گراہم کے دورے کے تعلق میں شائع کی تھی اور جس کا ملخص یہ تھا کہ مسلمان بلی گراہم کے دورے کے اثرات کو زائل کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ نائیجیریا میں اخبار بین حضرات میں سے بعض کا خیال تھا کہ بلی گراہم کو یہ چیلنج نہ دینا چاہیئے تھا۔ (اور یہ لوگ سب کے سب عیسائی تھے) اور بعض کا خیال تھا کہ چونکہ تبلیغ کا مطلب واضح الفاظ میں یہ ہے کہ اپنے مذہب کی برتری ثابت کر کے لوگوں کو اس میں

داخل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس لئے ہر وہ شخص جو تبلیغ کے میدان میں نکلتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے عقائد کی صحت کو ثابت کرنے کے لئے اور اپنے مخالف لوگوں کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے تیار رہے چنانچہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے بلی گراہم کا فرض یہ تھا کہ وہ خاکسار کے چیلنج کو قبول کرتے۔

ڈیلی سروس (DAILY SERVICE) میں ایک صاحب نے "سیفی صاحب چپ رہیئے" کے عنوان سے ایک خط شائع کروایا۔ جس میں ان کا موضوعِ سخن یہ تھا کہ خاکسار نے اپنے ہفتہ واری کالم میں جو مضمون "گراہم کے لئے کتابیں" کے عنوان سے لکھا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مجھے عیسائیت سے کد ہے۔ انہوں نے اس خط میں یہ بھی کہا کہ سیفی صاحب کو یہ بھی خیال ہے کہ نبی دنیا میں لوگوں کی اصلاح کے لئے آتے ہیں نہ کہ اپنی جان دے کر لوگوں کے گناہوں کو اپنے سر پر اٹھانے کے لئے۔ اور کہ سیفی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات عام انسانوں کی سی وفات ہونے کی وجہ سے ان کو کوئی اہمیت نہیں دی جاسکتی

جب اخبارات کے نمائندوں نے ڈاکٹر بلی گراہم سے خاکسار کے چیلنج کا ذکر کیا تو انہوں نے یہ کہہ کر "میں اس پر کوئی تبصرہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں" اپنا دامن چھڑانے کی کوشش کی۔ نائیجیرین ٹریبون نے اس خبر کو مندرجہ ذیل طریق پر شائع کیا۔ خبر کا عنوان تھا "مسلمانوں کے چیلنج پر میں اپنی کسی رائے کا اظہار نہیں کرتا"۔ ڈاکٹر بلی گراہم کا کہنا ہے۔

اور خبر کا متن تھا۔

"ڈاکٹر بلی گراہم جو مشہور عالم عیسائی مناد ہیں اور جو سوموار کے روز اباداں (IBADAN) میں تبلیغی مہم کے لئے وارد ہوئے۔ انہوں نے مسلمانوں کے ایک گروہ کے مناظرہ کے چیلنج کے متعلق کسی رائے کا اظہار کرنے سے انکار کر دیا۔ جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا وہ اس چیلنج کو قبول کر لیں گے یا نہیں تو انہوں نے صرف اتنا کہا کہ میں اس پر کوئی تبصرہ کرنا نہیں چاہتا"

"مغربی افریقہ میں احمدیہ موومنٹ کے لیڈر مولوی نسیم سیفی صاحب نے ان عیسائی مناد کو پبلک مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ کیونکہ سیفی صاحب کا خیال ہے کہ اگر کسی مذہب کی تبلیغ کرنے والا حقیقی طور پر جانتا ہے کہ وہ کن عقائد کی تبلیغ کر رہا ہے تو ان عقائد کے متعلق پبلک مناظرہ ایک مفید مطلب چیز ہو سکتی ہے۔

نادرن سٹار روزنامہ میں ایک صاحب نے لکھا کہ "مذہبی مناظرہ کسی طرح بھی غیر مفید نہیں ہو سکتا" اس عنوان سے انہوں نے لکھا کہ میں نے اخبار کی لیڈنگ سٹوری جس کا عنوان "مسلمان اور عیسائیت" ہے بڑے شوق سے پڑھی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ کا اڈیٹوریل بھی شوق سے پڑھا ہے ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارا ملک نہایت سرعت کے ساتھ ترقی پذیر ہے اور یہ ترقی خاص طور پر سیاسی، معاشی، اور اقتصادی شعبوں میں ہو رہی ہے۔ لیکن کیا روحانیت کی طرف بھی کوئی توجہ دی جا رہی ہے یا نہیں۔ اس میں کیا شک ہے کہ اس وقت دو بڑے اور اہم مذہب اسلام اور عیسائیت ہیں جس

طرح ہم سیاسی، معاشی اور اقتصادی ترقی کے خواہاں ہیں اس طرح ہمیں اس بات کی بھی لگن ہونی چاہیئے کہ ہم سب سے اچھے روحانی نظام کے ساتھ منسلک ہوں اور اس کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ مختلف مذاہب کے لیڈر تبادلۂ خیالات کریں اور اپنے اپنے مذہب کے اچھے نکات سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ اور اس سلسلہ میں وہ اپنی مقدس کتابوں کے حوالے بھی دیں۔ میں آپ (ایڈیٹر) سے اس بات پر متفق نہیں ہوں کہ ایسی مذہبی مجلس ایک نہ ختم ہونے والی بحث کا آغاز کر دے گی۔ اور یہ بحث بدمزگی پیدا کر دے گی۔"

اس خط کے لکھنے والے صاحب نے خاکسار کے ایک خط کا حوالہ دے کر یہ ثابت کیا کہ اس ملاقات کا مقصد لوگوں کے تعلقات کو خوشگوار بنانا تھا نہ کہ ان کے درمیان مناقشت کی خلیج وسیع کرنا، اور اپنے خط کو اس بات پر ختم کیا کہ "میرا خیال تو یہ ہے کہ تمام سنجیدہ مسلمان میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ جس طرح مولوی نسیم سیفی صاحب نے تجویز کیا ہے عیسائی منادوں اور مسلمان لیڈروں کی ملاقات کا انتظام ضرور ہونا چاہیئے۔" ایڈیٹر نے اس بات پر نوٹ دیا:۔

"قارئین کے خیالات کو خوش آمدید کہا جائے گا۔"

ایک اور صاحب نے ڈیلی سروس میں لکھا "اب اگر غم و غصہ کا اظہار کیوں کیا جا رہا ہے۔" خط کا مضمون یہ تھا "آپ کے اخبار میں ایک صاحب نے لکھا ہے کہ مولوی نسیم سیفی صاحب اسلام کا دفاع کرنا چھوڑ دیں۔ یہ

تجویز نہایت غیر ضروری ہے۔ جب انگلستان میں مقیم نائیجیریا کے کمشنر مسٹر
مبو (MBU) نے عیسائیت کے متعلق نہایت حسین پیرائے میں ذکر کیا
تھا اور اس کے ساتھ ہی اسلام کے متعلق ناروا الفاظ کا استعمال کئے تھے
ہم مسلمان بالکل خاموش رہے تھے۔ جب سر فرانسس ابیام جو یونیورسٹی کالج
سے تعلق رکھتے ہیں نے وسطی افریقہ میں عیسائیت کے متعلق تقریر کی تھی۔
ہم نے ان کو کسی رنگ میں بھی ملامت نہ کی تھی۔ جب اینگلیکن سناڈ
(ANGLICAN SYNOD) نے اسلام کے خلاف خطرہ کی گھنٹی بجائی
تھی۔ مسلمانوں نے کسی شور و غوغا سے آسمان سر پر نہ اٹھا لیا تھا۔ لیکن جب
مولوی نسیم سیفی صاحب نے اپنے عقائد کے متعلق چند ایک باتیں کہیں تو
عیسائیوں کا غضب بھڑک اٹھا۔ ہم مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ عبادت
اور تقریر کی آزادی ہر شخص کا پیدائشی حق ہے

ویسٹ افریقن پائلٹ (WEST AFRICAN PILOT) روزنامہ
میں ایک صاحب نے لکھا "مولوی نسیم سیفی صاحب ایک ہندوستانی
(پاکستانی) مسلم مشنری ہیں۔ جو کہ نائیجیریا میں اپنے مذہب یعنی محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے عقائد کی تبلیغ کے لئے آئے ہوئے ہیں اور یہ ان
کا جائز حق ہے۔ خصوصاً ایک ایسے ملک میں جہاں جمہوری نظام کا دور دورہ
ہے مجھے اس بات کا یقین ہے کہ قرآن کریم میں علم اور حکمت کا ایک خزانہ
موجود ہے جس کے متعلق یہ صاحب لوگوں کو تبلیغ کر سکتے ہیں۔ بجائے
اس کے کہ بائیبل کے ایسے حوالوں پر زور دیا جائے جو متنازعہ فیہ ہیں

اس کے ساتھ ہی ساتھ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے متعلق ایسے کلمات لکھے جائیں جو ہتک آمیز ہیں اور عیسائیت کو بھی رگیدا جائے۔

قرآن کریم اور بائیبل کا موازنہ جو مبلغ اسلام کی طرف سے لگاہے گاہے پیش کیا جاتا ہے وہ ایسا ہے کہ اس سے کسی وقت بھی جھگڑے کی بنیاد کھڑی کی جا سکتی ہے۔ خصوصاً ایسی صورت میں کہ ان کی باتوں کا جواب دینے کی کوشش کی جائے۔

مسلمان اور عیسائی ایک لمبے عرصے سے نہایت امن و سکون کے ساتھ اس ملک نائیجیریا میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اور مذہب ان کے آپس کے تعلقات میں کبھی حائل نہیں ہوا۔ دوسرے مذاہب کے متعلق باتیں کہنے کی بجائے ان صاحب کے پاس کافی مواد ہے جن کو وہ استعمال کر سکتے ہیں۔ میں مولوی نسیم سیفی صاحب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی پبلک تقاریر، بیانات اور تحریروں کو قرآن کریم ہی کے دائرے میں محدود رکھیں۔ اسیطرح میں اینگلکن چرچ کے بشپ کو بھی اپیل کرتا ہوں اور میتھوڈسٹ چرچ کے چیئرمین اور عیسائیوں کی دیگر منظم جماعتوں کو بھی کہ وہ اس مبلغ اسلام کے عیسائیت پر حملوں کی روک تھام کریں"

ناردرن سٹار نے اپنے پہلے صفحہ پر دلیٹ از لیفین احمدیہ نیوز ایجنسی کے پریس ریلیز کے متعلق جو ایڈیٹوریل لکھا تھا۔ خاکسار نے اس کا جواب دیا جو اسی پرچہ میں چھپا۔

اخبار والوں نے اس خبر پہ یہ سرخی جمائی :-

"احمدیہ جماعت کے لیڈر کہتے ہیں کہ سٹار کی دلیل ایک ایسی منطق ہے جس کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔"

اور خبر لول لکھی :-

"مولوی نسیم سیفی صاحب جو مغربی افریقہ میں احمدیہ مشن کے لیڈر ہیں نے ناردرن سٹار کی اڈیٹوریل تنقید کا جواب لکھا ہے۔ یہ اڈیٹوریل احمدیہ مشن کے اس پریس ریلیز کے جواب میں تھا جس میں ڈاکٹر بلی گراہم سے ملاقات کے سلسلہ میں احمدیہ جماعت کے لیڈر کی کوششوں کا ذکر تھا جس روز ہم نے یہ پریس ریلیز چھاپا تھا اُسی روز ہم نے اس پر تنقید بھی چھاپ دی تھی۔ ہمارا خیال ہے کہ نسیم سیفی صاحب کی یہ کوشش کہ ڈاکٹر بلی گراہم سے پبلک مناظرہ کیا جائے۔ غیر صحت مندانہ اقدام ہے۔ ہم نے اس بات کا انتباہ بھی کیا تھا کہ کوئی شخص مذہبی اختلافات کو ہوا دینے کی کوشش نہ کرے۔

ہم ذیل میں احمدیہ لیڈر کا جواب شائع کر رہے ہیں۔

"میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمارا پریس ریلیز شائع کر دیا اور اس بات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس پر تنقید بھی کی۔ مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ آپ نے اپنی تنقید پریس ریلیز کی مکمل اشاعت سے قبل ہی شائع کر دی ہے۔ دراصل پریس ریلیز دو اشاعتوں میں چھپا تھا اور تنقید ی

اڈیٹوریل پہلی ہی اشاعت میں شائع کر دیا گیا تھا۔ لیکن بہر حال یہ کوئی ایسی اہم بات نہیں ہے کہ جس پر مجھے خاص طور پر زور دینے کی ضرورت محسوس ہو۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری اس بات سے ناراض نہ ہوں گے کہ آپ کی تنقید ــــ اگرچہ یہ تنقید خلوصِ دل سے کی گئی ہے۔ نہایت ہی غیر منطقی ہے۔ آپ کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ ایبو (IBO) اور یوروبا (YORUBA) اور اسلام اور عیسائیت والی مثال ایسی ہے جس کا ایک دوسرے سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ قبائل کا تعلق وراثت سے ہے اور ہم ان کو کسی رنگ میں تبدیل نہیں کر سکتے اور نہ ہی کسی ایک قبیلہ کے لوگ یہ تبلیغ کرتے پھرتے ہیں کہ دوسرے قبیلوں کے لوگ بھی اس قبیلہ کے لوگ بن جائیں لیکن مذہب کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ ہم اس بات کا انتخاب کرتے ہیں۔ لوگ مذہب کی تبلیغ کرتے پھرتے ہیں اور یہی چیز ہے جسے مذہب کی منادی کرنا کہتے ہیں۔ ڈاکٹر بلی گراہم کا نائیجیریا آنے کا مقصد بھی یہی تھا۔

• سر فرانسس ابیام نے حال ہی میں کینیڈا میں کہا تھا کہ اپنے اپنے مذہب میں شامل کرنے کے لئے یقیناً مختلف مذاہب (خصوصاً اسلام اور عیسائیت) میں مقابلہ کی ایک خاص روح پائی جاتی ہے۔ آپ عیسائی کیوں ہیں؟ اس لئے کہ آپ کے خیال میں عیسائیت ہر دوسرے مذہب سے اچھی ہے۔ میں مسلمان کیوں ہوں؟ اس

Khuda Bakhsh Lib.
Acc. No. 13175

لئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام تمام مذاہب سے اچھا ہے۔
عیسائی یہ کوشش کر رہے ہیں کہ لوگوں کو یہ بات سمجھائیں کہ عیسائیت
سب مذاہب سے اچھا ہے۔ ہم یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے
ہیں کہ اسلام سب سے زیادہ اچھا مذہب ہے۔ مجھے امید ہے
کہ اب آپ ضرور مجھ سے کلی اتفاق کریں گے کہ مذہب کی تبلیغ
ضروری ہے۔ صرف ایسے لوگ جو اچھے عیسائی نہیں ہیں مذہب
کی تبلیغ کو غیر ضروری سمجھتے ہیں اور پھر یہ بھی تو سوچیے کہ میرا
بلی گراہم سے کیا مطالبہ تھا، صرف یہ کہ وہ مسلمانوں سے ملیں۔ میں
نے جو خط ان کو لکھا تھا اس کا آخری فقرہ یہ تھا " ایک ایسے شخص
کے لئے جو کہ بہت بڑا مذہبی لیڈر ہے محبت اور تکریم کے جذبات
کے ساتھ میں چند ایک کتابیں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں،
مجھے امید ہے کہ آپ ان کتب کا ضرور مطالعہ کریں گے۔
کیا اب بھی آپ اس بات کو غیر صحت مندانہ کہتے ہیں!"

قاہرہ پہنچ کر ڈاکٹر بلی گراہم نے کہا کہ انہوں نے افریقہ میں عیسائی لیڈرشپ
کو بہت مضبوط پایا۔ اور کہ تعلیم یافتہ لوگوں کی اکثریت عیسائی مشن سکولوں کی فارغ التحصیل
ہے اور کہ یہ بات نہایت حوصلہ افزا ہے۔ لیکن اسلام بھی بڑی سرعت کے ساتھ
ترقی کر رہا ہے۔

واپس امریکہ پہنچ کر ڈاکٹر موصوف نے اسلام کی ترقی پر فکر مندی کا
اظہار کیا اور اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ نئے خطوط پر افریقہ میں عیسائیت

کی تبلیغ کے انتظامات کئے جائیں۔ اس سلسلہ میں انھوں نے ، جان۔ ایف کنیڈی کی صدر امریکہ سے بھی ملاقات کی اور اپنے تاثرات ان کے سامنے پیش کئے۔

لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جب وہ ایک طرف افریقہ میں نئے خطوط پر عیسائیت کی تبلیغ پر غور کر رہے تھے تو دوسری طرف وہ افریقیوں کو برا بھلا بھی کہہ رہے تھے۔ چنانچہ مچی گان (MICHIGAN) سے ایک نائیجرین نے نائیجریا کے ایک اخبار میں لکھا۔

"میں نے بلی گراہم جو کہ امریکن عیسائی مناد ہیں کے ریڈیو براڈ کاسٹ کو نہایت غور سے سنا۔ یہ صاحب اس وقت افریقہ کے بعض ممالک کا دورہ کر رہے ہیں یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ یہ مقتدر عیسائی جن کی نائیجریا میں خوب آؤ بھگت ہوئی۔ میرے خیال میں نائیجریا کے لوگوں کے خیر خواہ نہیں ہیں۔ انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ ہم لوگ اب بھی لیگوس میں انسانی گوشت فروخت کرتے ہیں۔ لیگوس کی زندگی کا نقشہ پیش کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس کا اکثر حصہ بوسیدہ اور گندے مکانوں سے اٹا پڑا ہے اور اس کی فضا اتنی گندی ہے کہ مچھروں کے لئے بھی اسے زہریلی کہا جا سکتا ہے۔

ان صاحب نے امریکن پبلک کے سامنے ایک وضاحت ~~پیش کی~~
جو نہایت ہی مبتذل ہے ہم نائیجریا کے باشندوں کو اس صورت

ہیں پیش کیا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ لیگوس کا جنوبی امریکہ
کے کسی شہر سے بھی مقابلہ کرکے دیکھیں تو یہ معلوم ہوگا کہ لیگوس کسی
سے کم درجے کا شہر نہیں مسس پی
(MISSISSIPPI)
کے بعض علاقوں میں جو بوسیدہ اور گندے مکانات پائے جاتے ہیں
وہ بالکل ایسے ہی ہیں جیسے لیگوس کے بعض حصوں میں حقیقت یہ ہے
کہ ہر شہر کے چاہے وہ شکاگو ہو یا لیگوس تاریک گوشے بھی ہوتے
ہیں۔ ہم کو اس بات سے آگاہ رہنا چاہیئے کہ دنیا میں منافق قسم
کے لوگ بھی ضرور پائے جاتے ہیں۔ ہمارے یوم آزادی پر ایسے
لوگ بھی نائجیریا آئیں گے میرا سنہری مشورہ یہ ہے کہ ہمیں ان لوگوں
سے خوب آگاہ رہنا چاہیئے۔ یہ ہم سے ہرگز محبت نہیں کرسکتے۔"
ڈاکٹر بلی گراہم کے دورے کے کچھ ہی عرصہ بعد مسٹر لائسل رامزے
(MR. LISLE RAMSEY) جو کہ ریلیجس ہیریٹیج آف امریکہ
(RELIGIOUS HERITAGE OF AMERICA) کے صدر ہیں نے
افریقہ کے تیرہ ملکوں کا دورہ کرنے کے بعد اپنے بیان میں کہا کہ یہ بات نہایت ضروری
ہے کہ عیسائی فرقے اپنی جملہ طاقتوں کو مجتمع کرلیں اور آپس میں کوئی ایسا عہد کرلیں
کہ اگر کسی کی ایک سے زیادہ بیویاں بھی ہوں تو اسے بھی عیسائیت میں قبول کیا جاسکے
انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر عیسائیوں نے غیر معمولی فراست کا ثبوت نہ دیا تو
افریقہ سے عیسائیت ختم ہوجائے گی اور کہ مسلمان عیسائیوں سے زیادہ کامیابی
کے ساتھ تبلیغ کررہے ہیں اور لوگ عیسائیت کی نسبت اسلام میں زیادہ سرعت

کے ساتھ داخل ہو رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مسٹر ڈامزے کا دورہ نہ صرف ان کی اپنی سوسائٹی کے ایما پر تھا بلکہ یونائیٹڈ سٹیٹس سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کا بھی اس میں ہاتھ تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر بلی گراہم کا دورہ ہو یا کسی اور عیسائی مناد کا۔ اس کا حقیقی مقصد عیسائیت کی گرتی ہوئی عمارت کو سنبھالنے کی کوشش کرنا ہے لیکن چونکہ یہ عمارت اللہ تعالیٰ کی پرحکمت تقدیروں کے ماتحت گر رہی ہے اور اس کا اس زمانہ میں گرنا ہی ازل سے مقدر ہے اس لئے اس کو کسی قسم کا سہارا بھی گرنے سے روک نہیں سکتا احمدی مبلغین تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہتھیاروں کی طرح ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ خود ہی اپنے ارادوں کی تکمیل کے لئے اور اپنے مونہہ سے کہی ہوئی باتوں کو پورا کرنے کے لئے انجام دے رہا ہے۔

ڈاکٹر بلی گراہم کے دورہ کے بعد ولرڈ پرائس (WILLARD PRICE) نے اپنی کتاب INCREDIBLE AFRICA میں لکھا "عیسائی مناد بلی گراہم نے افریقہ کے دورے سے واپس آکر یہ پیشگوئی کی ہے کہ افریقہ میں عیسائیت کا اثر کم ہوتا چلا جائے گا اور عیسائیوں کو اپنی جانوں کو محفوظ رکھنے کے لئے غاروں میں چھپنا پڑے گا"۔

پرائس نے اپنی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ افریقہ میں اسلام کی ترقی عیسائیت کی نسبت تین گنا ہے جو افریقن کسی بیرونی ملک کے مذہب کو اختیار کرنا چاہتے ہیں وہ اسلام کو بخوشی قبول کر لیتے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کے پیش نظر افریقیوں

بلکہ جمہساہوداروں پر قبضہ کرنا نہیں ہے اس کے مقابلہ میں یورپین عیسائیوں کے متعلق افریقین کہتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں بائیبل دے کر ہماری زمینیں چھین لی ہیں۔

گھانا کے ایک یورپین پروفیسر ایس۔ جی۔ ولیم سن (S. G. WILLIAMSON) نے ۱۹۵۴ء میں اپنی کتاب (CHRIST OR MOHAMMAD) میں لکھا تھا اس میں کیا شک ہے کہ عیسائیت کو ایک چیلنج درپیش ہے ابھی اس کا فیصلہ نہیں ہو سکا کہ افریقہ پر صلیب حکومت کرے گی یا ہلال"

اسٹیٹر ۱۹۵۸ء میں ڈیلی ٹائمز (نائیجیریا) میں یہ خبر چھپی تھی۔

" اینگلیکن چرچ کے لیگوس ڈائیوسس (DIOCESE) کی عورتوں کے گلڈ کی چوتھی کانفرنس جس کا کل آغاز ہوا ہے نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ مغربی افریقہ میں اسلام ترقی کر رہا ہے۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ریورنڈ شیگوں نے کہا کہ اسلام سرعت کے ساتھ عیسائیت کو اپنی بنیادوں سے ہٹا رہا ہے اور اس کی جگہ خود لے رہا ہے اور انھوں نے تمام عیسائیوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے عقاید پر مضبوطی سے قائم رہیں "

ایسٹر ۱۹۵۷ء میں ڈیلی ٹائمز نے یہ خبر چھاپی "مغربی افریقہ کی روح کے حصول کے لئے عیسائیت کا بڑا حریف اسلام ہے ۔۔۔ اس میں حیرانگی کی کوئی بات نہیں کہ موجودہ دور کے ہر قسم کے ساز و سامان کے نتیجہ میں اسلام مشرک لوگوں اور عیسائیوں کے علاقوں میں سرعت سے پھیل رہا ہے۔ لیگوس کے بشپ نے تحریراً کہا ہے کہ سارے نائیجیریا میں عام طور پر اور لیگوس میں خاص طور پر اسلام روز افزوں ترقی کے ساتھ لوگوں

کو اپنا حلقہ بگوش کر رہا ہے ایادان جو کہ ملک کا تعلیمی مرکز ہے اس کے متعلق بھی یہی بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے "

کچھ عرصہ ہوا مسٹر ٹریسی سٹرانگ (MR TRACY STRONG) نے جو کہ وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کے ایک بہت بڑے عہدیدار ہیں تمام اسلامی ملکوں کا دورہ کر کے ایک رپورٹ شائع کی جس کا عنوان تھا "اسلامی دنیا کا جج" اس رپورٹ میں انھوں نے اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ عیسائیوں کو کھلے بندوں عیسائیت کی شکست کے اعتراف سے احتراز کرنا چاہیئے "

لیکن حقیقت تو اپنی جگہ پر حقیقت ہے چاہے اس کا کوئی اعتراف کرے یا نہ کرے عیسائیت کی عمارت گر رہی ہے اور عیسائیوں کے خاموش رہنے سے یا آنکھیں بند کر لینے سے اس عمارت کا گرنا کسی صورت میں بھی نہیں رک سکتا۔ ڈاکٹر بلی گراہم کو مغربی افریقہ میں اور افریقہ کے دوسرے حصوں میں احمدی مبلغین کے ہاتھوں جو شکست ہوئی وہ عیسائیت کی عمارت گرنے کی منازل میں سنگ میل کا درجہ رکھتی ہے۔ ہمارے لئے ایسے واقعات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان پیشگوئیوں میں ایمانوں کو مضبوط کرنے کا باعث ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضور کو خبر دی کہ عیسائیت کی بنیادیں ہلا دی جائیں گی اور اس عمارت کو منہدم کر دیا جائے گا اور اسکی جگہ اسلام اپنے صحیح رنگ میں مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے گا۔ اور ساری دنیا اس کی حلقہ بگوش بن کر رہے گی اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے ایسی تمام پیشگوئیوں کو جلد از جلد ہر لحاظ سے پورا فرمائے۔ آمین۔

☆

توبہ اور کفارہ میں امتیازی فرق

عیسائی عقائد میں سب سے زیادہ اہمیت کفارہ کو حاصل ہے۔ باقی تمام عقائد اس عقیدہ کے گرد گھومتے ہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ باقی تمام عقائد صرف کفارہ ہی کے عقیدہ کی وجہ سے معرض وجود میں آئے ہیں۔

انسانی فطرت گناہوں کے بوجھ کے نیچے دب کر کسی ایسے حیلہ کو تلاش کرتی ہے جس سے اسے گناہ کی سزا سے نجات ملے۔ اور بسا اوقات آسان سے آسان طریق پر نجات حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اگر اپنا بوجھ کسی اور پر لادا جائے تو اس سے بھی دریغ نہیں کرتی۔ کفارہ کا عقیدہ بھی انسانی فطرت کی اس کمزوری کا مظاہرہ ہے۔ یعنی کفارہ کے ذریعہ عیسائی اپنے گناہوں (یا یوں کہہ لیجئے کہ اپنے فطری گناہ) کو یسوع مسیح کے کندھوں پر ڈال دیتے ہیں، اور اس کے نتیجہ میں بظاہر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ اب ان کے گناہوں کی سزا انہیں نہ ملے گی اگر وہ یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں تو کفارہ ہی میں استعمال کرنے کے لئے اگر وہ اسے صلیبی موت مارتے ہیں تو وہ بھی اس لئے تاکہ

ان کے گناہوں کا بوجھ وہ اٹھا لے۔ گویا اپنے گناہوں کے کفارہ کے لیے وہ ایک شخص کی خدائی پر ایمان لاتے ہیں اور پھر اسے صلیب پر مارنے کیا بھی دریغ نہیں کرتے بلکہ اس بات پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

اگر عیسائیوں کو یقین ہو جائے کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہونے اور صلیبی موت کے نے (جیسا کہ ان کا عقیدہ ہے) کے باوجود ان کے گناہوں کو اپنے کندھوں پر نہیں اٹھا سکتا۔ تو وہ یقیناً ان دونوں عقائد سے بیزار ہو جائیں گے۔ عیسائیت کا سب سے بڑا نعرہ یہی ہے کہ یسوع مسیح نے عیسائیوں کے گناہوں کو اپنے کندھوں پر لے لیا ہے۔ اور یہ کہ وہ عیسائیوں کے گناہوں کی قیمت ادا کرنے کے لیے مصلوب ہو گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب وہ اپنے گناہوں کا مداوا از خود تلاش کرنے لگتے ہیں اور اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق اپنے اس بوجھ کو اتار پھینکنے کا جتن کرتے ہیں۔ تو ان کی فطرت کی کمزوری کے باعث کفارے جیسی سکیمیں ہی ان کے ذہن میں آنے لگتی ہیں۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے تمام مذاہب جن کی بنیاد محض انسانی عقل پر استوار کی گئی ہے وہ کفارے کے مسئلہ کو کسی نہ کسی رنگ میں ضرور پیش کرتے ہیں۔ لیکن اس کے برخلاف وہ مذہب جس کی بنیادی اینٹ اللہ تعالےٰ ہی کی دی ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے بجائے کسی اور کی طرف ہمارا رخ موڑنے کے ہمارے رخ کو اپنی طرف موڑا ہے اور انسانوں کو پست ہونے سے نجات دلانے کے لئے اور انہیں اپنے گناہوں کے مداوا کے لئے بجائے کسی اور کے مرہون منت ہونے کے اس بات کا یقین دلایا ہے کہ کوئی

شخص کسی اور کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ قرآن مجید فرماتا ہے

لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ

اور پھر انسانی فطرت کی اس بات کی طرف بھی راہ نمائی کی ہے کہ اللہ تعالےٰ انسانوں سے صرف ان کے اپنے ہی اعمال کے متعلق پوچھے گا اور وہ بھی ہر انسان کی سمجھ بوجھ اور اس کی ذہنی و جسمانی طاقت کے مطابق۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا

اسلام کے متعلق ہم جتنا بھی غور کرتے چلے جاتے ہیں یہ بات ہمارے ذہنوں اور دلوں میں راسخ سے راسخ تر ہوتی چلی جاتی ہے کہ یہ مذہب انسان کے لئے ایک پر امید فضا پیدا کرتا ہے اسے پستیوں سے نکال کر بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے اور بجائے ہاتھ پر ہاتھ دھر کر کسی اور کی طرف آنکھیں لگائے رکھنے کے قوت عمل عطا کرتا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ انسانی فطرت کمزور ہے اور اس لئے ہم سے غلطیاں بھی ہوتی ہیں اور گناہ بھی سرزد ہوتے ہیں اور سوائے انبیاء کے جن کو اللہ تعالیٰ ایک مثال کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے کون ہے جو کہہ سکے کہ اس سے کبھی کوئی خطا یا گناہ سرزد نہیں ہوا۔

سوال یہ ہے کہ خطا یا گناہ سرزد ہونے کے بعد اس کا علاج کس طرح ہو سکتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً
أَوْ ظَلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ
فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ
يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ
يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝
أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ
رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
وَنِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

(آل عمران ۱۳۶ و ۱۳۷)

ترجمہ - ہاں (ان لوگوں کے لئے) جو کوئی برا کام کرنے کی صورت
میں یا اپنی جانوں پر ظلم کرنے کی صورت میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور
اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں اور اللہ کے سوا کون معاف
کر سکتا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا ہوتا ہے اس پر دیدہ و دانستہ
ضد نہیں کرتے یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کی جزا ان کے رب کی طرف سے
(نازل ہونے والی) مغفرت اور ایسے باغات ہوں گے جن کے نیچے
نہریں بہتی ہوں گی - اور وہ ان میں بستے چلے جائیں گے اور کام
کرنے والوں کا (یہ) بدلہ کیا ہی اچھا ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا اَوْ يَظْلِمْ
نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ
يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (النساء ۱۱۱)

اور جو کوئی برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے، پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے وہ اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائے گا جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بخشش پا جائے گا اور اس کے گناہ دھل جائیں گے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ

یعنی اپنے گناہ سے حقیقی توبہ کرنے والا شخص ایسا ہی ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ ہی نہیں (ابن ماجہ)۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام انسان کو اس کی کمزوریوں کی طرف توجہ دلا کر اس میں بلند حوصلگی اور خود اعتمادی پیدا کرتا ہے اسے پستیوں سے اٹھا کر بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے گناہوں کی تو یہ حالت ہے کہ ایک گناہ کی سزا صرف اس گناہ ہی کے برابر ہوگی لیکن نیکیوں کا بدلہ ہر کی گئی نیکی سے بہت زیادہ ہوگا۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ
اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ
فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ
لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (الانعام ۱۶۱)

جو کوئی نیکی کرے اس کے لئے اس نیکی کا دس گنا اجر ہوگا اور جو کوئی بدی کرے اس کی سزا اس بدی ہی کے برابر ہوگی اور ان (لوگوں) پر قطعاً کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اسلام اور عیسائیت کے درمیان یہ ایک بڑی امتیازی بات ہے کہ عیسائیت ایک انسان کے گناہوں کو کسی دوسرے کے کندھوں پر لاد کر قوت عمل کی روح کو مفقود کر دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے توجہ کو سراسر پھیر کر غیر اللہ کی طرف لگا دیتی ہے۔ اور اسلام توبہ کا دروازہ کھول کر انسان کو ہر لحظہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گرائے رکھتا ہے اور اس طرح اسے اپنے مالک حقیقی سے کسی وقت بھی جدا نہیں ہونے دیتا۔

توبہ اور مغفرت کے صحیح معنوں پر غور کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی بجائے عیسائی حضرات اکثر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ توبہ اور استغفار اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ انسان گناہ گار ہے اور جو جس قدر توبہ اور استغفار کرے وہ اتنا ہی زیادہ گناہ گار ثابت ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف نور القرآن میں اس امر پر نہایت لطیف بحث فرمائی ہے حضور فرماتے ہیں :-

"اکثر نادان عیسائی مغفرت کی سچی حقیقت نہ دریافت کرنے کی وجہ سے یہ خیال کر لیتے ہیں کہ جو شخص مغفرت مانگے وہ فاسق اور گناہ گار ہوتا ہے۔ مگر مغفرت کے لفظ پر خوب غور کرنے کے بعد صاف طور پر سمجھ آ جاتا ہے کہ فاسق اور بدکار

وہی ہے جو خدا تعالیٰ سے مغفرت نہیں مانگتا۔ کیونکہ جب کہ
ہر ایک سچی پاکیزگی اس کی طرف سے ملتی ہے اور وہی نفسانی
جذبات کے طوفانوں سے محفوظ اور معصوم رکھتا ہے۔ تو پھر
خدا تعالیٰ کے راستباز بندوں کا ہر ایک طرفۃ العین میں یہی
کام ہونا چاہیئے کہ وہ اس حافظ اور عاصم حقیقی سے مغفرت
مانگا کریں۔ اگر ہم جسمانی عالم میں مغفرت کا کوئی نمونہ تلاش کریں
تو بھی اس سے بڑھ کر کوئی مثال نہیں مل سکتی کہ مغفرت
اس مضبوط بند کی طرح ہے جو ایک طوفان اور سیلاب کے روکنے
کے لئے بنایا جاتا ہے۔ پس چونکہ تمام زور، تمام طاقتیں خدا
تعالیٰ کے لئے مسلم ہیں اور انسان جیسا کہ جسم کے رُو
سے کمزور ہے۔ روح کے رُو سے بھی ناتواں ہے اور اپنے
شجرہ پیدائش کے لئے ہر ایک وقت اس لازوال ہستی سے آبپاشی
چاہتا ہے جس کے فیض کے بغیر یہ جی نہیں سکتا اس لئے استغفار
مذکورہ معانی کے رو سے اس کے لازم حال پڑا ہے اور جیسا
کہ چاروں طرف درخت اپنی ٹہنیاں چھوڑتا ہے گویا اردگرد
کے چشمہ کی طرف اپنے ہاتھوں کو پھیلاتا ہے کہ اے چشمہ
میری مدد کر اور میری سرسبزی میں کمی نہ ہونے دے اور میرے
پھلوں کا وقت ضائع ہونے سے بچا یہی حال راستبازوں کا
ہے۔ روحانی سرسبزی کے محفوظ اور سلامت رہنے کے لئے

یا اس سرسبزی کی ترقیات کی غرض سے حقیقی زندگی کے چشمہ سے سلامتی کا پانی مانگنا یہ وہ امر ہے جس کو قرآن کریم دوسرے لفظوں میں استغفار کے نام سے موسوم کرتا ہے قرآن کو سوچو اور غور سے پڑھو۔ استغفار کی اصلی حقیقت پاؤ گے اور ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ مغفرت لغت کی رو سے ایسے ڈھانکنے کو کہتے ہیں جس سے کسی آفت سے بچنا مقصود تھا مثلاً پانی درختوں کے حق میں ایک مغفرت کرنے والا عنصر ہے یعنی ان کے عیبوں کو ڈھانکتا ہے۔ یہ بات سوچ لو کہ اگر کسی باغ کو برس دو برس بالکل پانی نہ ملے تو اس کی کیا شکل نکل آئے گی۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اس کی خوبصورتی بالکل دور ہو جائے گی اور سبزی اور خوش نمائی کا نام و نشان نہیں رہیگا اور وہ وقت پر کبھی پھل نہیں لائے گا اور اندر ہی اندر جل جائے گا اور پھول بھی نہیں آئیں گے بلکہ اس کے سرسبز اور نرم نرم لہلاتے ہوئے پتے چند روز میں ہی خشک ہو کر گر جائیں گے اور خشکی غالب ہو کر مجذوم کی طرح آہستہ آہستہ اس کے تمام اعضاء گرنے شروع ہو جائیں گے۔ یہ تمام بلائیں کیوں اس پر نازل ہوں گی؟ اسی وجہ سے کہ وہ پانی جو اس کی زندگی کا مدار تھا اس نے اس کو سیراب نہیں کیا اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے کلمۃ طیبۃ

کشجرۃ طیبۃ یعنی پاک کلمہ پاک درخت کی مانند ہے۔ پس
جیساکہ کوئی عمدہ اور شریف درخت بغیر پانی کے نشوونما نہیں
پاسکتا اسیطرح راستباز انسان کے کلماتِ طیّبہ جو اس کے
مونہہ سے نکلتے ہیں اپنی پوری سرسبزی دکھلا نہیں سکتے اور نہ نشوو
نما کر سکتے ہیں جب تک وہ پاک چشمہ ان کی جڑھوں کو استغفار
کے نالے میں بہ کر تر نہ کرے۔ سو انسان کی روحانی زندگی استغفار
سے ہے جس کے نالے میں ہو کر حقیقی چشمہ انسانیت کی جڑھوں تک
پہنچتا ہے اور خشک ہونے اور مرنے سے بچا لیتا ہے۔ جس
مذہب میں اس فلسفہ کا ذکر نہیں وہ مذہب خدا تعالیٰ
کی طرف سے نہیں "

حقیقت یہی ہے کہ گناہ سے انسان اللہ تعالیٰ سے دور جا پڑتا ہے اور توبہ و استغفار سے اس کے نزدیک آ جاتا ہے اور کس بات سے کسے انکار ہو سکتا ہے کہ انسانی زندگی کا حقیقی مقصد اللہ تعالیٰ کا حصول ہے۔ اس مقصد کے حصول میں توبہ و استغفار سے زیادہ کوئی چیز ممد نہیں ہوتی

اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندگی کا حقیقی مقصد حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین۔

✣

عیسائیت کے بدلتے ہوئے رجحانات

مختلف ممالک میں عیسائیت کو مختلف مشکلات درپیش ہیں اور عیسائیوں کے پیش نظر عیسائیت کو کسی خاص نہج پر چلانا نہیں بلکہ لوگوں کے مزاج کے مطابق اور ان کے رسوم و رواج کے امتزاج سے اس کو پھیلانا مقصود ہے چاہے عیسائیت کتنی ہی بدلتی کیوں نہ چلی جائے۔ اس لئے ہر ملک میں ان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ عیسائیت کو وہاں کے لوگوں کی خواہشات یا اپنے عقائد کے مطابق ڈھال لیا جائے۔ آج کل جبکہ عیسائیت اور اسلام کا مقابلہ زوروں پر ہے یہ بات خاص طور پر دیکھنے میں آ رہی ہے۔ مثلاً ایک لمبے عرصے تک افریقہ میں اسلام کے خلاف یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا رہا ہے کہ اسلام نے تعدد ازدواج کی اجازت دے کر عورتوں کی ہتک کی ہے اور اب عیسائی چرچ یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ عیسائیوں کو بھی تعدد ازدواج کی اجازت دے دینی چاہیئے۔ اسی طرح نیو گنی کے متعلق آسٹریلیا کے اخبار سنڈے میل نے یہ خبر شائع کی ہے کہ وہاں کے ایک عیسائی پادری ڈاکٹر ہنری آفے نیجر (DR. HENRY AUFE NAGER)

نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ جس طرح وہاں کے ایک قبیلے میں سن بلوغت کو پہنچنے کی رسم ادا کی جاتی ہے عیسائیت میں داخلے کے لئے بھی اسی رسم کو اپنا لیا جائے۔ یہ رسم بھی عجیب ہے اس کے دوران اس نوجوان کو جسے قبیلے کا فرد بنانا مقصود ہوتا ہے چھڑیوں سے زدوکوب کیا جاتا ہے حتی کہ اس کے جسم پر زخموں کے نشان پڑ جاتے ہیں۔ جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ نشان ایک رنگ کی خوبصورتی کا باعث ہیں جب پادری موصوف نے یہ تجویز پیش کی ہے اس نے عیسائیت کی لاج رکھنے کے لئے یہ بھی کہا ہے کہ اس رسم کو مشرکانہ باتوں سے پاک کر لینا چاہیئے تاکہ یہ آسانی سے عیسائیت کا حصہ بن سکے۔ لیکن جہاں تک زدوکوب کا تعلق ہے اس کو برقرار رکھنا چاہیئے اور بجائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ یہ زخم خوبصورتی کی علامات پیدا کرتے ہیں یہ کہنا چاہیئے کہ اس سے گزشتہ گناہ دھل جاتے ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں ایک سوال جو انہیں پریشان کئے ہوئے ہے وہ یہ ہے کہ کیا یہ مشرک لوگ جب عیسائی بنیں گے تو وہ یہ سمجھ سکیں گے کہ اس زدوکوب سے ان کے گناہ دھل گئے ہیں یا وہ بدستور یہی سمجھتے چلے جائیں گے کہ وہ مشرکانہ رسوم ہی ادا کر رہے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ پادری مذکور کو اس سوال سے پریشان نہ ہونا چاہیئے۔ آخر موجودہ عیسائیت کے تمام کے تمام عقائد اور طور طریق بھی پہلے اسی طرح مشرکانہ ہی تھے۔ اور اب دنیا ہزار انہیں یہ بات یاد دلائے کہ ان کا موجودہ مذہب مشرکانہ عقائد کا مرہون منت ہے وہ بھلا کب مانتے

ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ——— وہ کب اس کی پرواہ کرتے ہیں۔

⑫

پادری ڈاکٹر الین سٹوارٹ (DR ALAN STUART) گزشتہ تیس [۳۰] سال سے اپنے یسوع مسیح کی خدائی پر زور دے رہے تھے۔ اور صبح و شام لوگوں کو یہ یقین دلانے میں مصروف تھے کہ اگرچہ یسوع مسیح دیکھنے میں تو ایک انسان ہی لگتے تھے۔ لیکن وہ خدا کے بیٹے تھے اور اس لئے خدا بھی تھے لیکن اب انہوں نے پادری کے کام سے استعفیٰ دیا ہے اور استعفیٰ کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ انہیں یہ سمجھ نہیں آئی کہ خدا کون ہے۔ وہ کہتے ہیں:۔

"میں نے اس پر بہت غور کیا ہے لیکن میں خدا کی ماہیت سمجھنے سے قاصر ہوں۔ اور نہیں کہہ سکتا کہ خدا کون ہے اور کیا ہے"

انہوں نے لندن کے اخبار ڈیلی ایکسپریس میں ایک مضمون میں جسے ان کا بیان کہنا چاہیئے، لکھا ہے:۔

"پادری لوگ اپنی آنکھوں پر پردے ڈالے ہوئے ہیں وہ اپنے مذہب کی بنیادی باتوں کے متعلق سوال کرنا ہی نہیں چاہتے عیسائیت کے اکثر عقائد صرف توہمات کی بنیاد پر کھڑے کئے گئے ہیں۔ اور مشرکانہ عقائد سے لئے گئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ بعض اور پادری بھی میرے ہم خیال ہیں لیکن ان پر یہ خیال غالب ہے کہ جو کچھ بھی ہے اس کو اسی طرح قائم رہنے دینا

چاہیئے۔ حتیٰ کہ مذہبی عقائد کے متعلق بھی یہی رویہ ہونا چاہیئے۔ میرے باپ نے ایک دفعہ مجھے بتایا تھا کہ پادری دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو زیادہ کچھ جانتے ہی نہیں اور دوسرے وہ جو ذہنی بددیانتی کا ثبوت دیتے ہیں؟

ان پادری صاحب نے آرچ بشپ آف کنٹربری سے ایک ملاقات کے دوران یہ بھی کہا کہ۔

"میں خدا کے وجود پر ایمان رکھتا ہوں
لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم ابھی تک اس
بات کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے کہ خدا
کیا ہے"

عیسائیت کے عقائد آنکھیں بند کر کے تو اپنائے جا سکتے ہیں ـــ اور آنکھیں بند کر کے تو ہر عقیدہ اپنایا جا سکتا ہے ـــ لیکن غور و خوض کے بعد کسی عقیدہ کو اپنانا ہو تو یقیناً یسوع مسیح کی خدائی، ان کی صلیبی موت اور مُردوں میں سے جی اٹھنا تو ایسے عقائد ہیں کہ ان کو اپنانا پادری سوڑرلنڈ کے والد محترم کے الفاظ میں ذہنی بددیانتی کے مترادف ہے۔

٭

عیسائیت کی شکست کی تدریجی منازل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"منجملہ ان دلائل کے جو نصوص حدیثیہ سے صحت و صدق سے اس رسالہ پر حتماً ہوتے ہیں وہ حدیث بھی ہے جو مجددوں کے ظہور کے بارے میں ابوداؤد اور مستدرک میں موجود ہے یعنی اس امت کے لئے ہر ایک صدی کے سر پر مجدد پیدا ہوگا اور ان کی ضرورتوں کے موافق تجدید دین کرے گا اور فقرہ یجدد لھا جو حدیث میں موجود ہے یہ صاف بتا رہا ہے کہ ہر ایک صدی پر ایسا مجدد آئے گا جو مفاسد موجودہ کی تجدید کرے گا۔ اب جب ایک منصف غور سے دیکھے کہ چودھویں صدی کے سر پر کون سے سخت خطرناک مفاسد موجود تھے جن کی تجدید کے لئے مجدد میں کیا قوتیں چاہئیں تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑا فتنہ جس سے لاکھوں انسان ہلاک ہو گئے پادریوں کا فتنہ

ہے۔ اور اس سے کوئی عقلمند اور درد خواہ اسلام کا انکار نہیں کرے گا۔ کہ اس صدی کے مجدد کا بڑا فرض یہی ہونا چاہیئے کہ وہ کسرِ صلیب کرے اور عیسائیوں کی حجتوں کو نابود کر دے اور جب کہ چودھویں صدی کے مجدد کا کسرِ صلیب فرض (کام) ہوا تو اس سے ماننا پڑا کہ وہی مسیح موعود ہے۔ کیونکہ حدیثوں کی رو سے مسیح موعود کی بھی علامت ہے کہ وہ صدی کا مجدد ہو گا اور اس کا کام یہ ہو گا کہ وہ کسرِ صلیب کرے“

(کتاب البریہ)

اسی سلسلہ میں حضور علیہ السلام مزید تحریر فرماتے ہیں:۔

”لیکن اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو کیونکر اور کن دلائل سے کسرِ صلیب کرنا چاہیئے؟ کیا جنگ اور لڑائیوں سے جس طرح ہمارے مخالف مولویوں کا عقیدہ ہے یا کسی اور طور پر؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مولوی لوگ (خدا ان کے حال پر رحم کرے) اس عقیدہ میں سراسر غلطی پر ہیں۔ مسیح موعود کا منصب ہرگز نہیں ہے کہ وہ جنگ اور لڑائیاں کرے۔ بلکہ اس کا منصب یہ ہے کہ حجج عقلیہ اور آیات سماویہ اور دعا کے ساتھ اس فتنہ کو فرو کرے یہ تین ہتھیار خدا تعالیٰ نے اس کو دیئے ہیں اور تینوں میں ایسی اعجازی قوت رکھی ہے جس میں اس کا غیر ہرگز اس سے مقابلہ نہیں کر سکے گا آخر اس طور سے صلیب کو توڑا جائے گا۔ یہاں تک کہ ہر

ایک محقق نظر سے اس کی عظمت اور بزرگی باقی رہے گی۔ بعد رفتہ رفتہ توحید قبول کرنے کے وسیع دروازے کھلیں گے یہ سب کچھ تدریجاً ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ کے سارے کام تدریجی ہیں۔ کچھ ہماری حیات میں اور کچھ بعد میں ہوگا۔ اسلام ابتداء میں بھی تدریجاً ہی ترقی پذیر ہوا ہے اور پھر انتہاء میں بھی تدریجاً اپنی پہلی حالت کی طرف آئے گا۔"

(کتاب البریہ)

اس کام کی تکمیل تدریجاً مقدر ہے اور یہ وہ بات ہے جو تدریجاً مکمل ہونے والی ہو اس کا آغاز اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ چشم بصیرت رکھنے والوں کے علاوہ دوسروں کو نظر بھی نہیں آتا اور پھر جب آہستہ آہستہ نظر بھی آنے لگتا ہے تو ایک وقت تک اس کی رفتار اتنی دھیمی ہوتی ہے کہ بادی النظر میں اس کی تکمیل ناممکن معلوم ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے جو کام لگایا تھا اسے تدریجاً ہی مکمل ہونا تھا۔ اس لئے اس کے شروع میں لوگوں کو یہ بھی یقین نہیں آتا تھا کہ کام شروع ہو چکا ہے۔ تکمیل کی بعض منزلیں طے کر لینا تو دور کی بات ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"بعض نادان مولوی کہتے ہیں کہ اب تک تم نے کونسی کسرِ صلیب کی! پس ان کو یاد رہے کہ نشان ظاہر ہوئے اور پیشگوئیاں ظہور میں آئیں اور پادریوں کا مونہہ بند کیا گیا!"

(کتاب البریہ صفحہ ۲۶۵-۲۶۶)

تدریجاً تکمیل پانے والے کام جب ابتدائی منازل طے کر لیتے ہیں تو نہ صرف کام نمایاں

طور پر نظر آنے لگتے ہیں بلکہ ان کی رفتار کی تیزی کا بھی شدت سے احساس ہونے لگتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال سے لے کر اب تک اس سلسلے میں کئی منازل طے کی جا چکی ہیں۔ عیسائیت جو ساری دنیا میں جشنِ فتح مندی کے نعرے لگا رہی تھی اب سرعت کے ساتھ پسپا ہو رہی ہے۔ اور پسپائی کی رفتار اتنی تیز ہے کہ عیسائیوں کے اونچے طبقے میں یہ احساس شدت اختیار کرتا جا رہا ہے کہ اس پسپائی کا لبوں تک ذکر نہ آنے دیا جائے۔ تاکہ لوگوں کی نظریں اس منظر سے ہٹائی جا سکیں چنانچہ مسٹر ٹریسی سٹرانگ (MR. TRICY STRONG) نے ۴۳ اسلامی ممالک کا دورہ کرنے کے بعد ایک رپورٹ ڈائی ایم سی اے کی عالمی اتحادی تنظیم کے ماتحت شائع کی اور اس میں لکھا کہ ہم لوگ عیسائیت کے کامیاب نتائج کے فقدان کی وجہ سے بہت پریشان ہوتے ہیں۔ عیسائیوں میں شکست کی روح پیدا ہونے کی کوئی وجوہات نہیں ہیں۔ اسلام کی ترقی کے متعلق ہمیں کھلم کھلا اپنی پریشانی کا اظہار نہ کرنا چاہیئے اس وقت اگر ہر بات ہمارے خلاف جا رہی ہے تو کیا پرواہ سچائی تو ہمارے ساتھ ہے نا؛ مسلمانوں کو تبلیغ کرتے وقت ہمیں یسوع مسیح کے خدا کا بیٹا ہونے کا ذکر ہی نہیں کرنا چاہیئے

اس بیان میں اگرچہ اپنی پریشانی کو ڈھانپنے کی کوشش کی گئی ہے، لیکن دبیز سے دبیز پردے بھی اس مقصد کے حصول میں مدد نہیں دے سکتے۔ یہ بیان حقیقتاً عیسائیت کی شکست کا اعتراف ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اسلام کی نہ رک سکنے والی ترقی کا بھی اعتراف ہے۔

دنیا کے ہر کونے میں یہ کام تدریجاً ہو رہا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی یہ بات پوری ہو رہی ہے میں ان چند سطور میں دنیا کے صرف ایک ملک نائجیریا میں حضور علیہ السلام کے ان الفاظ

"یہ سب کام تدریجی ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ کے سارے کام تدریجی ہوتے ہیں"

کی عملی جھلک دکھانا چاہتا ہوں۔

نائجیریا مشن آج سے تقریباً چالیس سال پہلے قائم ہوا تھا۔ اس کے قیام کے وقت مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ نہ سوسائٹی میں ان کی کوئی قدر تھی اور نہ زندگی کے کسی شعبہ میں ان کو عزت کا کوئی مقام حاصل تھا۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ان ایام میں مسلمان ہونا پس ماندہ ہونے کے مترادف تھا عیسائیت سرعت کے ساتھ پھیل رہی تھی اور عیسائی لوگ مسلمانوں کو اس قدر حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے کہ ۱۹۲۲ء میں اینگلیکن سناڈ لیگوس نے یہ فیصلہ کیا کہ عیسائی سکولوں میں کسی مسلمان طالب علم کو داخل نہ کیا جائے کیونکہ یہ بچے بد اخلاق اور غیر تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ اور عیسائی سکولوں میں آکر عیسائی بچوں کے اخلاق تباہ کرتے ہیں۔ اور یہ بات تو اکثر دہرائی جاتی تھی کہ عنقریب عیسائیت سارے افریقہ کا مذہب بن جائے گا۔

لیکن ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے (۲۰ سال تک مجھے اس تدریجی تبدیلی کے دیکھنے کا موقعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے عطا کیا ہے) حالات بدل گئے ہیں۔

۱۹۵۵ء میں کیتھولک ہیرلڈ (ہفتہ وار) نے لکھا:۔

" آج سے تیس سال قبل مسلمان نہایت پسماندگی کی حالت میں زندگی گزار رہے تھے لیکن جب سے احمدی جماعت نے اپنے ترقی پسندانہ پروگرام کو عملی جامہ پہنانا شروع کیا ہے مسلمانوں میں حیرت انگیز تبدیلی واقع ہو گئی ہے"

اسی سال (۱۹۵۵ء) اس اخبار نے اپنے ایک اداریہ میں لکھا:۔

" سب سے زیادہ تکلیف دہ بات نائیجیریا میں یہ ہے کہ ایک بہت بڑی تعداد۔ بعض کہتے ہیں کہ پچاس فی صد (عیسائی) طلباء (لڑکے اور لڑکیاں) ایسے ہیں جو سیکنڈری سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے مذہب کو خیرباد کہہ دیتے ہیں"

(کیتھولک ہیرلڈ ۱۱/۳/۵۵)

کیتھولک لوگ سب سے زیادہ اپنے مذہب کے پابند خیال کئے جاتے ہیں۔ لیکن ان کا حال اوپر کے اقتباس سے ظاہر ہے جہاں تک پروٹسٹنٹ لوگوں کا تعلق ہے ۱۹۵۵ء ہی میں بشپ ہاولز (Howells) نے بشپ بنتے ہی سب سے پہلی جو تقریر کی اس میں کہا کہ " اس وقت ہمیں جو مسائل درپیش ہیں ان میں سب سے بڑے تین مسائل میں سے ایک مغربی افریقہ میں اسلام اور عیسائیت کی جنگ ہے" (ڈیلی ٹائمز ۲ جون ۱۹۵۵ء)

کسر صلیب کے تدریجی مظاہروں کے لئے غالباً ۱۹۵۵ء نائیجیریا میں ایک سنگ میل کی طرح تھا۔ کیونکہ یہی وہ سال ہے جب کہ عیسائیوں نے

ہر طرف سے اور ہر رنگ میں اپنی بے بسی اور شکست کا اظہار کیا۔ اسی سال کیتھولک ہیرلڈ نے اپنی ۲۷ مئی کی اشاعت کے اداریے میں لکھا:۔

"چرچ (یعنی عیسائیت) نہایت جانمردی کے ساتھ اپنی تاریخ کی سب سے بڑی شکستگی کی جنگ (CRISIS) کا سامنا کر رہا ہے اور اس جنگ میں یہ اپنی بقا اور لوگوں کی روحوں کو نجات کے لئے لڑ رہا ہے۔"

اسی اداریے میں یہ بھی کہا:۔

"ہمیں یقین ہے کہ اس وقت عیسائیت کی تبلیغ کا سوال نہیں ہے بلکہ عیسائیوں کو عیسائی رکھنے کا سوال ہے۔"

۱۹۵۷ء میں بشپ اولز (جن کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے) نے اپنی تقریر میں (یہ تقریر لیگوس کی انگلیکن سناڈ کے اجلاس میں کی گئی تھی) اسلام کی طرف سے آنے والے خطرات کی طرف اپنے ہم مذہبوں کو توجہ دلائی۔ اس اجلاس میں متفقہ طور پر ایسے ریزولیوشنز پاس کیے گئے جن میں اسلام کے خطرہ کا احساس غالب تھا اور یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ کسی بیرونی ملک سے ایک ایسے پادری کو نائیجیریا بلایا جائے جو اسلام کی واقفیت رکھتا ہو۔ اور پھر کوچہ بکوچہ اسلام کی خامیوں پر تقاریر کی جائیں اور اس پادری کو عیسائیوں کو اسلام کے خلاف تعلیم دینے پر بھی مقرر کیا جائے۔

ڈیلی ٹائمز کے پہلے صفحہ کی سب سے بڑی خبر تھی اور اس کی سرخی یہ:۔ "انگلیکن۔ اسلام کی ترقی سے خوف زدہ ہیں" سالے

صفحہ پر بھی ہوئی تھی۔

"افریقہ میں عیسائیت" کے عنوان سے لندن کے ایک اخبار ٹائمز کے برٹش کالونیز ریویو کے ۱۹۵۷ء کی چوتھی سہ ماہی کے شمارے میں اخبار مذکور کے نمائندہ نے نائیجیریا (اور غانا) کے سلسلہ میں لکھا کہ

"اسلام جو ترقی کر رہا ہے عیسائیوں کی طرف سے اس کا خاطر خواہ مقابلہ نہیں کیا جا رہا۔ اور یہ بات بعید نہیں کہ مستقبل قریب میں عیسائی علاقے اسلام کے بڑھتے ہوئے سمندر کی زد میں آجائیں"

اس مضمون میں اس بات کو بھی وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا کہ اسلام کی یہ ترقی زور شمشیر کی مرہون نہیں۔ بلکہ اسلام لوگوں میں نفوذ کر رہا ہے۔ اور افریقیوں میں یہ خیال راسخ ہوتا جا رہا ہے کہ اسلام یہاں کا طبعی مذہب ہے اور کہ سفید فام لوگوں کا مذہب (یعنی عیسائیت) بھی ختم ہو رہا ہے

ڈیلی ٹائمز نے ۱۰ دسمبر ۱۹۵۷ء کو یہ خبر شائع کی کہ:۔

"چرچ اسلام کی نائیجیریا میں ترقی سے خوف زدہ ہے"

خبر یہ تھی کہ چرچ آف انگلینڈ کے ایک سروے کے نتیجہ میں جو رپورٹ مرتب کی گئی ہے اس کی رو سے اسلام مغربی افریقہ کے مشرک اور عیسائی حلقوں میں پھیل رہا ہے۔ یہ رپورٹ دنیا بھر کے حالات کا جائزہ لے کر تیار کی گئی ہے۔ رپورٹ میں یہ بات واضح طور پر درج ہے کہ

"مغربی افریقہ میں عیسائیت کا صحیح معنوں میں مدمقابل اسلام ہے"

لیگوس کے بشپ نے جو اس سردے کے لئے رپورٹ دی تھی اس میں لکھا تھا کہ:۔

"لیگوس (نائیجیریا) میں خاص طور پر اور سارے نائیجیریا میں عام طور پر اسلام میں زیادہ سے زیادہ لوگ داخل ہو رہے ہیں"

جنوری ۱۹۵۸ء میں آل افریقہ چرچ کانفرنس میں جو کرابادان (نائیجیریا) میں منعقد ہوئی تھی نارد سے کے ایک پادری نے کہا کہ:۔

"آئندہ چند سال اس بات کا قطعی طور پر فیصلہ کر دیں گے کہ افریقہ کے لوگوں کا مذہب عیسائیت ہوگا یا مادہ پرستی یا اسلام"۔

مادہ پرستی کو درمیان میں لانا تو محض خوش فہمی ہے۔ حقیقی مقابلہ تو اسلام اور عیسائیت کے درمیان ہے اور یہ بات سو فیصدی درست ہے کہ آئندہ چند سال اس بات کا فیصلہ کر دیں گے کہ افریقہ کا مذہب اسلام ہوگا یا عیسائیت، ہمارا یقین ہے کہ افریقہ کا مذہب اسلام ہوگا۔

۱۴ر جنوری ۱۹۵۸ء کو ڈیلی ٹائمز نے ایک جلی سرخی کے ساتھ یہ خبر شائع کی کہ "بشپ اوڈو ٹولا (ODUTOLA) نے کہا ہے کہ عیسائی چرچ نائیجیریا میں اسلام کے متعلق گھبرایا ہوا ہے"

خبر کے متن میں یہ درج تھا کہ نائیجیریا میں اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر کی وجہ سے عیسائی چرچ کو گھبراہٹ ہے۔

اس سے دو ہی روز بعد یعنی ۱۶/۱/۵۸ کو ڈیلی ٹائمز نے یہ خبر شائع کی کہ لیگوس ڈائیوسس کی عورتوں کی گلڈ نے اپنی کانفرنس میں اس بات پر افسوس کا

اظہار کیا ہے کہ مغربی افریقہ میں اسلام جیت رہا ہے اس اجلاس میں ایک پادری ریونڈ شیگون (SHEGUN) نے کہا کہ نہایت سرعت کے ساتھ اسلام عیسائیت کو اپنی جگہ سے ہٹا کر اس کی جگہ پر قائم ہوتا چلا جا رہا ہے۔

۲۰ ستمبر ۱۹۶۰ء کو ڈیلی ٹیلی گراف نے اپنے اداریے میں بتا دیا کہ "مکہ سکول (یعنی اسلام) ہر صبح اور ہر جمعہ کے روز (خطبہ میں) جنگ کی راہ پر گامزن ہے اور یہاں اس کی فوجوں کے جرنیل (GENERALISSIMO) مولوی صاحبان ہیں۔

۱۲ مارچ ۱۹۶۰ء کو ویسٹ افریقن پائلاٹ نے ایک خبر شائع کی جس کا عنوان تھا۔ عیسائیت افریقہ میں اسلام سے شکست کھا رہی ہے۔

خبر کے متن میں یہ بات درج تھی کہ مسٹر لزلے ریمزے (LESLEY RAMSAY) نے افریقہ کے تیرہ ملکوں دورہ کرنے کے بعد یہ بیان دیا ہے کہ افریقہ میں عیسائیت اسلام سے شکست کھا رہی ہے۔

اس اخبار نے ۴ جنوری ۱۹۶۳ء کو اپنے ایک اداریے کو "عیسائیت" کے عنوان سے شائع کیا اور اس میں دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا۔

"اسلام کی وہ ترقی جس کی نظیر پہلے نہیں ملتی۔ افریقہ میں عیسائی چرچ کے لئے ایک خاص سر دردی کا باعث بنی ہوئی ہے۔ اس کا علاج صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ چرچ اپنی موجودہ ہیئت کو بدل ڈالے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو اس کا انجام عیسائیت کے خاتمہ کے سوا کچھ نہ ہوگا۔"

اسی اداریے میں اس بات کا بھی وضاحت سے ذکر ہے کہ زیادہ ترقی گزشتہ بیس سال ہی میں ہوئی ہے۔

عیسائیت کی تدریجی شکست اور اسلام کی تدریجی ترقی جاری ہے اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ بات ایسی منازل میں داخل ہو چکی ہے کہ یہ ترقی نہ صرف ہر شخص کو نظر آنے لگی ہے بلکہ اس کی رفتار کی تیزی کا بھی احساس ہونے لگا ہے۔ اسی لئے تو چرچ کی طرف سے یہ زور دیا جا رہا ہے کہ وقت بہت کم ہے مستقبل قریب ہی میں عیسائیت اور اسلام کی جنگ کا فیصلہ ہو کر رہے گا۔

جہاں ایک طرف عیسائیوں کو اپنی شکست خوفزدہ کر رہی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے دل اس یقین سے پُر ہیں کہ اسلام کی مکمل فتح کے دن قریب سے قریب تر آتے جا رہے ہیں کیا اب بھی کوئی شخص اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسلام اور احمدیت کے متعلق پیشگوئیاں اس حد تک پوری ہو گئی ہیں کہ اب ان کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ خصوصاً یہ پیشگوئی کہ:-

• اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلائے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت

برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔ تو اس ٹھٹھہ سے کیا نقصان۔ کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم
من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن

.... دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے "

(تذکرۃ الشہادتین)

عیسائیت میں خدا کا بدلتا ہوا تصور

اسلامی تعلیمات کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ان میں کسی ایسی چیز یا بات کو ماننا نہیں پڑتا جس کا کوئی فائدہ نہ ہو یا جس کے نہ ماننے سے کوئی نقصان پیدا نہ ہوتا ہو۔ اگر اسلامی تعلیم کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ دیگر مذاہب جس قدر اسلام کی تعلیم سے دور ہیں یا مختلف ہیں اتنا ہی ان میں نقص پایا جاتا ہے اور اسی قدر وہ اپنے ماننے والوں کے لئے مشکلات کا باعث بنتے ہیں۔ ایمان باللہ ہی کو لیجئے جس رنگ میں اسلام اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کو پیش کرتا ہے کوئی اور مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مثلاً اسلام اللہ تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک ہونے پر زور دیتا ہے اور اسی طرح اس کی صفات کی پوری پوری تشریح کرتا ہے۔ صفات میں اس کا حی و قیوم ہونا اور کسی تغیر و تبدل کو قبول نہ کرنے والی ذات ہونا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ پر عیسائیوں کو لیجئے

وہ نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک نہیں مانتے بلکہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی صفات بھی اسلام کی بیان کردہ صفات سے مختلف ہیں ان کے خیال کے مطابق اللہ تعالیٰ پر (نعوذ باللہ) موت کا وارد ہونا بھی کوئی عجیب بات نہیں یسوع مسیح جن کو وہ خدا کا بیٹا مانتے ہیں وہ تین دن تک مرے رہے تو گویا خدا پر موت بھی وارد ہو سکتی ہے۔

عیسائیت کے نظریہ الوہیت پر غور کرنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس نظریہ نے نہ صرف اس کے ماننے والوں کو ایک الجھن میں ڈال رکھا ہے بلکہ اس کے ذریعہ مختلف قسم کے نقصانات اٹھانے پر مجبور کر دیا ہے

چونکہ عیسائی یسوع مسیح کو جو ایک انسانی شکل میں دنیا میں زندگی بسر کر کے وفات پا چکے ہیں۔ خدا کا بیٹا مانتے ہیں یا یوں کہہ لیجیے کہ اپنے تین خداؤں میں سے انہیں بھی ایک خدا مانتے ہیں۔ اس لیے خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق ان کا فہم و ادراک صرف انسانی صفات تک ہی لے جا سکا ہے۔ اس سے آگے وہ نہیں جا سکے۔

حال ہی میں امریکہ کے میگزین ٹائم (TIME) میں مذہب کے عنوان میں ایک مضمون چھپا ہے جس کا عنوان ہے "وہ خدا میں تغیر و تبدل ہو رہا ہے" اور اس عنوان کے تحت عیسائیوں کی موجودہ الجھن کا کسی قدر وضاحت سے ذکر کیا گیا ہے مضمون نگار لکھتا ہے کہ امریکہ میں عیسائیوں کا ایک گروہ پیدا ہو رہا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی ہستی کو موجودہ زمانے کی سائنسی دنیا اور نفسیات کے ماہروں کے سامنے پیش کرنا ہے تو یہ بات بھی ماننی اور پیش

کرنی پڑے گی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہمیشہ تغیر و تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو "تدریجی مذہب" (PROCESS THEOLOGY) کے نظریہ کو رواج دے رہے ہیں۔

مضمون نگار کا کہنا ہے کہ عیسائیوں کے لئے اس وقت سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ مادہ پرست اور سائنسی تخیل والے لوگوں کے سامنے خدا کے وجود کو پیش کرتے ہوئے کس طرح وہ ایسی باتیں کریں جن میں معقولیت کا رنگ ہو اور کہ DIETRICH BONNOEFFER کے بعض پیرو تو یہ کہتے ہیں کہ اب یہ بات صاف الفاظ میں کر دینی چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کا روایتی تخیل (یا عقیدہ) اب مر چکا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک نئی کتاب A CHRISTIAN NATURAL THEOLOGY پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے کہ اس کتاب کے مصنف نے اس زمانے کے بہت بڑے عیسائی عالم WHITE HEAD کے نظریہ کو عام کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ نظریہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے وجود کو تاریخ کے ساتھ منسلک کر کے کسی مفید رنگ میں پیش کرنا چاہیئے۔ اس پر مضمون نگار کہتا ہے کہ اگرچہ WHITE HEAD کا فلسفہ تو قدرتی سائنس کی بنیاد پر قائم ہوا تھا۔ لیکن اس نے شدت کے ساتھ یہ محسوس کیا کہ خدا کو سمجھنے کے لئے انسانی تجربہ کو ضرور مدنظر رکھنا چاہیئے اور چونکہ انسانی تجربہ کے ضمن میں یہ بات پر زور طریق پر ہمارے سامنے آتی ہے کہ اس دنیا کا قانون ہی تغیر و تبدیل ہے اور کہ یہاں کوئی بھی ایسی

چیز نہیں جو تغیر و تبدل کے قانون سے آزاد ہو۔ اس لئے یہ بات بھی لازمی ٹھہری کہ خدا بھی تغیر پذیر ہے اور چونکہ انسانی زندگی کا تغیر اسے بہتر سے بہتر بنا رہا ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ بھی تغیر و تبدل کے ذریعہ اپنے کمال کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔

ایک اور عیسائی عالم JHON MACQUARRIE کا خیال ہے کہ خدا کی ہستی کے نامکمل ہونے کا خیال اور خاص طور پر یہ نظریہ کہ وہ اس تغیر و تبدل کے ذریعہ کمال کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ انسانی ذہن کو اپنی طرف راغب کر لیتا ہے۔ اور یہ بات بھی سمجھ میں آجاتی ہے کہ خدا تعالےٰ ابھی تک دنیا کی برائی (گناہ) پر پوری طرح قابو کیوں نہیں پاسکا۔ لیکن روحانی طور پر اس نظریہ سے تسلی نہیں ہوتی۔

یہ واقعی ایک حقیقت ہے کہ کسی ایسے نظریہ سے جو اسلام کی تعلیم سے ہٹ کر بنایا جائے۔ بے شک عارضی طور پر ذہنوں میں تو رغبت اور دلچسپی پیدا ہو۔ لیکن روحانی تسکین ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اور اس بات سے کسے انکار ہو سکتا ہے کہ مذہب کے اولین فرائض میں روحانی تسکین بھی شامل ہے۔ عیسائیوں کو یہ الجھن اس لئے پیش آرہی ہے کہ وہ خدا کے تصور کو ایک انسانی ڈھانچے سے آگے نہیں نکلنے جا سکے۔ وہ اکثر کہتے ہیں اور بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم نے یسوع مسیح کو خدا مان کر ایک انسان کو خدا نہیں مانا۔ بلکہ خدا کو انسانی شکل میں آیا ہوا مانا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ انہوں نے خدا کو انسانی شکل میں آئی ہوئی ہستی مان کر

اپنے ارد گرد الجھنوں کے جال بچھا لئے ہیں اور حقیقی خدا سے جو وہ فائدہ اٹھا سکتے تھے اس سے محروم ہو گئے ہیں۔

اسلام نے جس خدا کو پیش کیا ہے اس کا اور اس کی صفات کا ایک ہلکا سا خاکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب "ہمارا خدا" میں یوں کھینچا گیا ہے :۔

"اسلام تم سے یہ کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو تمہارا خالق و مالک یعنی جو تمہیں نیست سے ہست میں لایا ہے۔ اور جس کے قبضہ تصرف میں تمہاری جانیں ہیں اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو رب ہے یعنی تمہاری ہر قسم کی ترقی اور بہبودی کا سامان مہیا کر کے تمہیں کسی اعلیٰ مقام تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو رحمٰن ہے یعنی تمہاری اہم ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے خود تمہارے لئے ان ضروریات کو مہیا کرتا ہے۔ بغیر اس کے کہ تم اس سے سوال کرو اور بغیر اس کے کہ تم ان ضروریات کے پورا کرنے کے لئے کسی قسم کی محنت برداشت کرو۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو رحیم ہے یعنی وہ تمہاری کوششوں کا بہترین ثمرہ پیدا کرتا ہے اور کسی کوشش کو ضائع نہیں جانے دیتا۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو مالک یوم الدین ہے جو تمہارے اعمال پر

جو اس کو سزا مترتب کرتا ہے اور جب کوئی شخص غلط راستے پر چلتا ہے تو اسے اس غلط طریق کے نتائج بھگتنے پڑتے ہیں تاکہ وہ ہوشیار رہے اور غافل نہ ہونے پائے اور تاکہ وہ اپنی زندگی کے اس مقصد کو بھول نہ جائے۔ جو خدا نے اس کے لئے مقرر کیا ہے کیونکہ اس نے ایک دن مرکز خدا کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو غفور ہے یعنی جب تم خدا کے راستے میں کوشش کرتے ہو تو جو لغزشیں اور کمزوریاں تم سے سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ ان پر وہ پردہ ڈالتا رہتا ہے اور تمہاری کوشش کا خیال رکھتے ہوئے تمہیں ان کمزوریوں کے بد اثرات سے بچاتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو تواب ہے یعنی جب تم سے کوئی گناہ ہوتا ہے اور پھر تم سچے دل سے اس پر پشیمان ہوتے ہو اور تمہاری طبیعت ایک دلی تڑپ کے ساتھ غلط راستہ کے ترک کرنے اور ٹھیک راستہ کے اختیار کرنے کی طرف مائل ہوتی ہے۔ اور آئندہ کے لئے تم نیک نیتی کے ساتھ اس گناہ کے اثر کو مٹانے اور نیک اعمال کے بجالانے کا طریق اختیار کرتے ہو۔ اور اپنے لئے ایک موت کو قبول کر کے آئندہ کے واسطے ایک نیا آدمی بننے کا عہد کرتے ہو تو خدا بھی تمہاری مدد کے لئے اترتا ہے۔ اور تمہاری توبہ قبول کر کے تمہارے

اس گناہ پر اپنی بخشش کا پردہ ڈال دیتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو قادرالمطلق ہے۔ یعنی کوئی کام جو قدرت کے نام سے موسوم ہو سکتا ہے۔ اس کی طاقت سے باہر نہیں۔ خواہ تمہاری نظر میں وہ کیسا ہی مشکل اور ناممکن نظر آئے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے۔ جو سمیع ہے۔ یعنی ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے اور کوئی آواز نہیں جو اس تک نہ پہنچ سکے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے۔ جو علیم ہے یعنی کوئی بات یا کوئی خیال یا کوئی چیز خواہ وہ پوشیدہ ہے یا ظاہر ہے اس کے علم سے باہر نہیں ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو ناصر ہے یعنی تمہاری تمام ضرورتوں کے وقت اور تمام تکلیفات کے وقت وہ تمہاری نصرت فرماتا ہے۔ بشرطیکہ تم اس سے تعلق پیدا کرو۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو ازلی ابدی ہے یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور زمانہ کا اس پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو جمیل ہے یعنی وہ تمام خوبصورتیوں اور تمام حسنوں کا مجموعہ ہے اور وہی اس قابل ہے کہ انسان اپنی محبت کے پھول اس کے قدموں پر رکھے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو ودود ہے یعنی وہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے اور جو لوگ اس کے

ساتھ تعلق پیدا کرتے ہیں ان کے ساتھ وہ سب محبت کرنے والوں سے بڑھ کر محبت اور وفاداری دکھاتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو متکلم ہے یعنی وہ اپنے تعلق رکھنے والوں کو اپنی ہمکلامی کا شرف عطا کرتا ہے اور گو بوجہ لطیف ہونے کے وہ ان مادی آنکھوں سے نظر نہیں آسکتا۔ لیکن جو لوگ اس کے عشق کی آگ اپنے سینوں میں دبی رکھتے ہیں ان پر وہ اپنے محبوبانہ کلام کے پانی کا چھینٹا ڈالتا رہتا ہے تاکہ وہ اس عشق کی آگ میں جل کر خاک ہی نہ ہو جائیں۔ ایک عاشق باری تعالیٰ نے کہا ہے اور کیا ہی خوب کہا ہے ؎

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف

پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

عزیزو! یہ وہ خدا ہے جسے اسلام پیش کرتا ہے"

(ہمارا خدا صـ۱۶ تا ۱۸)

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی

یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح یہ خوشخبری دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔"

اور خدا تعالیٰ کے ہر نقص سے مبرا ہونے کے متعلق حضور فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ صحیح معرفت حضرت عزت جلشانہٗ کی کئی نشانیاں ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی قدرت اور توحید اور علم اور ہر ایک خوبی اور صفت پر کوئی داغ نقص کا نہ لگایا جائے۔ کیونکہ جس ذات کا ذرہ ذرہ پر حکم ہے اور جس کے تصرف میں تمام فوجیں روحوں کی اور تمام ہیکل زمین و آسمان کی ہے وہ اگر اپنی قدرتوں اور حکمتوں اور قوتوں میں ناقص ہو تو اس عالم جسمانی اور روحانی کا کام چل ہی نہیں سکتا۔"

(چشمہ مسیحی صـ۲۲)

اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جن باتوں کی وجہ سے دوسرے مذاہب کے غلط رجحانات پیدا ہو گئے ہیں ان کو اسلام نے نہایت لطیف

انداز میں پیش فرمایا ہے۔ مثلاً خدا تعالےٰ کی ہستی میں تغیر و تبدل ہی کو لے لیجئے اور اور پھر اس حدیث پر غور کیجئے:۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ
عنہ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم یقول اللّٰہ عزوجل
انا عند ظن عبدی بی ؎

گویا کہ خدا تعالےٰ ہمیشہ سے ہمیشہ تک ایک ہی حالت میں ہونے کے باوجود لوگوں کو ان کے اپنے خیالات کے مطابق نظر آتا ہے یا ان سے سلوک کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی مختلف تجلیات اور پھر مختلف لوگوں سے مختلف سلوک کی یہ کتنی واضح اور خوبصورت تشریح ہے لیکن مختلف تجلیات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے عیسائیوں میں اب یہ عقیدہ رواج پا رہا ہے کہ خدا تعالےٰ (نعوذ باللّٰہ) غیر مکمل ہے اور انسانی ارتقاء کی طرح خود اس کا بھی ارتقاء ہو رہا ہے اور کسی دن تمام ارتقاء کی منازل طے کر کے مکمل خدا بن جائے گا

کتنا بودا اور گھناؤنا ہے یہ خیال!

شمالی نائجیریا میں مسلم کورٹ آف اپیل کا قیام

اسلام انسان کی ساری زندگی پہ حاوی ہے۔ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو اسلام کی رہنمائی کا محتاج نہ ہو۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اسلام زندگی کے ہر پہلو پہ ہماری رہنمائی کرتا ہے اور ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام کی رہنمائی باقی تمام مذاہب کی موجودہ تعلیمات سے زیادہ مکمل اور مفید ثابت ہوئی ہے یہی بات اس کے دین کامل ہونے کا بدیہی ثبوت ہے اور چونکہ اسلام زندگی کے ہر پہلو کی نگرانی کرتا ہے۔ ایک مبلغ اسلام کا یہی فرض ہے کہ وہ نہ صرف مذہبی حقائق سے لوگوں کو آگاہ کرے بلکہ ان کی زندگی کے ہر شعبہ میں ان کے مفاد کا محافظ ہو اور ہر رنگ میں لوگوں کی مدد کرے۔

احمدی مبلغین اس امر کے پیش نظر اپنے تبلیغی جہاد کے حلقہ کو اس قدر وسیع رکھتے ہیں کہ ان کے کام زندگی کے پھیلاؤ ہی کی طرح پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ تعلیمی، اقتصادی، سماجی، ثقافتی اور دیگر ہر قسم کے امور ان کے پروگرام کا ایک حصہ

ہوتے ہیں۔ مسلمان بھائیوں کی ہر ممکن امداد ان کا مطمح نظر ہوتا ہے، اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اکثر بیرونی ممالک میں ان کے کام کے اس حصہ کو بنظر تحسین دیکھا جاتا ہے اور بعض اوقات اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں مبلغین کو ایسی باتیں سمجھا دیتا ہے جن کا مسلمان حلقوں کو بہت زیادہ اور دور رس فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اس طرح اسلام کی ایک عملی خدمت کا موقع میسر آجاتا ہے۔

مغربی افریقہ کے تمام ایسے ممالک جہاں احمدیہ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اس بات کا کھلم کھلا اعتراف کرتے ہیں کہ اگر احمدیہ جماعت نے اس طرف توجہ نہ کی ہوتی تو وہاں کی مسلمان آبادی کے لئے تعلیم کا کوئی انتظام نہ ہوتا اور مسلمانوں کا ایک کثیر حصہ عیسائیت کی آغوش میں چلا جاتا۔ چنانچہ احمدیہ جماعت کی اس امر کی طرف توجہ سے قبل مسلمان عیسائی سکولوں کے ذریعہ دھڑا دھڑ عیسائی ہو رہے تھے۔ مغربی نائیجیریا کے ایک معزز مسلمان نے حال ہی میں کہا ہے کہ:۔

"مغربی افریقہ میں اسلامی تعلیم اور ثقافت کو عظیم خطرہ درپیش تھا۔ اگر احمدیہ تحریک آڑے نہ آتی تو اس خطے میں اسلام مٹ گیا ہوتا۔ احمدیہ مشن نے بے نظیر قربانیوں اور ان تھک کوششوں سے اسلام کو پھر زندہ کر دکھایا ہے"۔

مغربی افریقہ میں سب سے پہلا اسلامی سکول نائیجیریا میں احمدیہ جماعت نے ۱۹۲۲ء میں کھولا تھا۔ اس کے بعد نہ صرف مغربی افریقہ کے دوسرے ممالک میں اسلامی سکول کھولے گئے بلکہ نائیجیریا میں کئی اور اسلامی سوسائیٹیاں معرض وجود میں آگئیں اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے سینکڑوں کی تعداد میں سکول

کامیابی سے چل رہے ہیں۔ اور نہ صرف یہ کہ اب مسلمان عیسائی سکولوں کے ذریعہ عیسائی نہیں ہو رہے بلکہ مسلمانوں کی تعلیمی ترقی دیکھکر جس کی ابتداء کا سہرا احمدیت کے سر ہے۔ متعدد عیسائی مسلمان ہو چکے ہیں۔

اسی طرح شمالی نائیجیریا میں جہاں مسلمانوں کی بہت بھاری اکثریت ہے ایک عدالتی اصلاح کی ضرورت تھی اور وہ یہ کہ وہاں دو قسم کی عدالتیں ہیں۔ ایک شرعی اور دوسری برطانوی قانون کے ماتحت۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ شرعی عدالت میں مقدمہ کا فیصلہ ہوتا تو اپیل برطانوی قانون والی عدالت میں جاتی اور فیصلہ شرعی عدالت کے فیصلہ کے الٹ ہو جاتا۔ اس بات کا مسلمانوں پر بہت بُرا اثر پڑ رہا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے خاکسار کو اس کے خلاف آواز اٹھانے کی توفیق دی۔ خاکسار نے نائیجیریا کے ایک روزنامہ ڈیلی سروس (DAILY SERVICE) مورخہ ۲۶/۲/۵۹ میں ایک مراسلہ شائع کروایا جس کا عنوان تھا "WHICH IS WHICH" اور متن یہ تھا۔

"میں یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوں کہ شمالی نائیجیریا میں کونسا قانون رائج ہے اسلامی قانون یا برطانوی قانون؟ اگرچہ دونوں پہلو بہ پہلو چل رہے ہیں یعنی اگر بعض مقدمات جو کسی خاص نوعیت کے ہوں۔ برطانوی قانون والی عدالت میں فیصلہ ہوتے ہیں اور بعض کسی اور نوعیت کے اسلامی قانون والی عدالت میں۔ تو یہ بات برداشت کی جا سکتی ہے۔ اگر فی الحال تمام کے تمام مقدمات برطانوی قانون کی عدالت ہی میں لے جائے جائیں تو پھر بھی میرے خیال میں یہ بات قابل اعتراض نہیں اگرچہ بعض دیگر لوگ اس بات کو پسند نہ کریں گے

"لیکن اب جو کچھ دیکھنے میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ برطانوی قانون کو اسلامی قانون پہ حاوی کر دیا جاتا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ اس میں اسلامی قانون کی ہتک کا پہلو پایا جاتا ہے۔

اب وہاں (یعنی شمالی نائیجیریا میں) کیا ہو رہا ہے! ایک مقدمہ اسلامی قانون کی عدالت میں فیصلہ پایا جاتا ہے اس کی اپیل سپریم کورٹ میں دائر کی جاتی ہے۔ جہاں فیصلہ یہ ہوتا ہے کہ اگرچہ اسلامی عدالت کا فیصلہ (سزا) اسلامی قانون کے مطابق تو درست ہے لیکن جہاں تک برطانوی تعزیرات کا سوال ہے اس ملزم کو کسی اور الزام کے ماتحت مجرم قرار دیا جائیگا اور اس کی سزا کم ہو گی۔ اور اسلامی قانون کی عدالت کا فیصلہ منسوخ کر دیا جاتا ہے

جہاں تک ہم اعلیٰ عدالتوں کے مقاصد کو سمجھتے ہیں ہمارا خیال ہے کہ ان کا کام یہ فیصلہ دینا ہے کہ کیا ماتحت عدالت نے قانون کو صحیح طور پر استعمال کیا ہے یا نہیں۔ اعلیٰ عدالت میں قانون وہی ہوتا ہے جو ماتحت عدالت میں۔ گویا کہ اعلیٰ عدالت ایسے ججوں پر مشتمل نہیں ہوتی جنہوں نے مقدمہ کا فیصلہ کسی اور ہی قانون کی رو سے کرنا ہو۔ اس لئے میں تو یہ بات سمجھ ہی نہیں کر سکتا کہ سپریم کورٹ اسلامی قانون کی عدالتوں میں فیصلہ پانے والے مقدمات کے لئے اپیل کی عدالت کس طرح متصور ہو سکتی ہے اسلامی قانون کی عدالتوں میں فیصلہ پانے والے مقدمات کی اپیلیں ایسی عدالتوں میں پیش ہونی چاہئیں جو اسلامی قانون ہی کے مطابق فیصلہ کرنے والی ہوں اور جن کے جج صاحبان ماتحت عدالتوں کے ججوں سے زیادہ قابل

ہوں اور اس طرح یہ جج مقدمہ کو اسی قانون کے ماتحت پرکھیں جس کے ماتحت پہلے فیصلہ کیا گیا ہو۔ اگر بعض خاص قسم کے مقدمات کے متعلق حکومت یہ چاہے کہ وہ برطانوی قانون ہی کے ماتحت فیصلہ پائیں تو ایسے مقدمات کو اسلامی قانون والی عدالتوں میں ہرگز پیش نہ کیا جائے۔ مقدمہ کے آغاز ہی سے ان کو برطانوی قانون والی عدالتوں میں رکھا جائے لیکن ہم یہ بات سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں کہ ایک مقدمہ کو پہلے اسلامی قانون والی عدالت میں پیش کیا جائے اور پھر اپیل کرنے کے لئے اسی مقدمہ کو دوسری قسم کی عدالت میں لے جایا جائے۔

کیا یہ بات اسلامی قانون سے مذاق کے مترادف نہیں ہے؟

یہ محض اللہ تعالے کا فضل ہے کہ خاکسار کے اس خط کی وجہ سے شمالی نائیجیریا کے مسلمانوں میں اس بات کا احساس پیدا ہوگیا کہ عدالتی کارروائی میں یہ ایک اہم تبدیلی ہے جو ضرور کر دانی چاہیئے۔ چنانچہ اسی سال (۱۹۵۸ء) کے دسمبر میں شمالی نائیجیریا کی اسمبلی میں یہ سوال پیش ہوا۔ جس کی رپورٹ ڈیلی ٹائمز (DAILY TIMES) نے دس دسمبر کو یوں شائع کی :۔

"بورنو (BORNU) کے حاکم نے یہ قرارداد پیش کی کہ شمالی نائیجیریا کے لئے ایک مسلم کورٹ آف اپیل کا قیام عمل میں لایا جائے اس عدالت کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو ویسٹ افریقن کورٹ آف اپیل کو حاصل ہیں۔ قرارداد میں یہ بھی کہا گیا کہ مجسٹریٹی عدالتیں سپریم کورٹ اور ویسٹ افریقن کورٹ آف اپیل کو آئندہ اسلامی قانون

والی عدالتوں کے فیصلہ پر اپیل کے سلسلہ میں کوئی حق نہ ہونا چاہیئے"
لیکن اس قرارداد کے نتیجہ میں صرف ایک کمیشن بٹھا دیا گیا جس کا کام یہ تھا کہ اس کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے رپورٹ پیش کرے۔ بہرحال یہ امر خاکسار کے لئے ازحد خوشی کا باعث تھا کہ اللہ تعالے نے میری تجویز کو قبولیت بخشی اور اس سوال کو اسمبلی میں اٹھوا دیا۔

اس کے بعد ۱۹۵۶ء کے مارچ میں شمالی نائیجیریا کی اسمبلی میں پھر یہ معاملہ پیش ہوا۔ ڈیلی ٹائمز نے (۱۲/۳/۵۶ء) اس خبر کو یوں شائع کیا۔

"شمالی علاقہ کے لئے مسلم اپیل کورٹ کا مطالبہ۔ ہفتہ کے روز شمالی نائیجیریا کے ہاؤس آف اسمبلی نے ایک ایسے بل پر بحث کی جس کا مقصد اسلامی قانون والی عدالتوں کے فیصلوں کے لئے ہائی کورٹ آف اپیل کا قیام ہے۔ بورنو (Bornu) کے نائب حاکم (وزیر) نے بل کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ وہ امید کرتے ہیں کہ اسلامی قانون کو صحیح معنوں میں رائج کیا جا سکے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ انہیں وہ وقت خوب یاد ہے جب کہ چند سال ہوئے ایک برطانوی قانون والی عدالت کے ایک جج کے ہمراہ وہ اسلامی قانون والے جج بھی فیصلہ کے لئے بیٹھے تھے اور اس ایک جج نے اسلامی قانون کے سلسلہ میں ان دو (مسلمان) ججوں کی بات رد کر دی تھی۔ اور مقدمہ کے فیصلہ کے لئے برطانوی قانون کو ترجیح دی تھی۔"

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے نائیجیریا میں اسلامی قانون کی عدالت عالیہ بھی قائم ہو چکی ہے۔ اور یہ بات خاکسار کے لئے خاص طور پر خوشی کا باعث ہے کیونکہ آج سے کئی سال پہلے سب سے پہلے خاکسار ہی نے اس ضرورت کی طرف نائیجیریا کے مسلمانوں کو توجہ دلائی تھی۔

احمدیّت کا مستقبل

"احمدیت کا مستقبل" کے موضوع پر روشنی ڈالنے کے لئے دو باتیں بنیادی طور پر غور طلب ہیں ایک تو یہ کہ احمدیت کیا ہے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جس چیز کے مستقبل پر ہم غور کر رہے ہیں وہ ہے کیا ۔ اور دوسرے یہ کہ کسی چیز کے مستقبل کے متعلق ہم کس طرح واقفیت حاصل کر سکتے ہیں اور کن باتوں کو بنیاد بنا کر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں ۔ مستقبل جیسا کہ ہم میں سے ہر ایک خوب جانتا ہے ، ایک تاریک پردے کے پیچھے چھپا ہوا ہوتا ہے ۔ اور ہماری ظاہری آنکھیں اسے دیکھنے سے قاصر ہیں ۔ پس اس سلسلہ میں ہمیں اس بات پر غور کرنا ہوگا ۔ کہ مستقبل کے متعلق کوئی یقینی بات کہنے کے لئے ہمیں اپنے خیالات کو یا نتائج کو کن بنیادی باتوں پر استوار کیا جائے ——

ہم سب سے پہلے اس سوال کو لیتے ہیں کہ احمدیت کیا ہے ؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں :-

صاحب خدا تعالےٰ نے اس زمانے کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہُوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ اس دنیا کے لوگ تیرہویں صدی ہجری ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پہ پہنچ گئے تھے۔ تب میں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پہ جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین سے اٹھ گیا ہے اس کو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پا کر اس کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو صلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دُور کروں اور پھر جب اس پہ چند سال گزرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس امت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہِ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول اکرمؐ نے دی تھی وہ میں ہی ہوں "

گویا حقیقی معنوں میں احمدیت نام ہے تجدید دین کا اور ایمان کو دنیا میں دوبارہ قائم کرنے کا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "یہ کام خدا سے قوت پاکر اس کی ہاتھ کی کشش سے دنیا کو صلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچنے کا ہے اور لوگوں کی عملی اور اعتقادی غلطیوں کو دور کرنے کا ہے" اور اس کام کی سرانجام دہی کے لئے ایک مسیح اور مہدی کا ابتدا سے موعود تھا۔ اور اس کی پیشگوئی خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

والذی نفسی بیدہ لیوشکن
ان ینزل فیکم ابن مریم
حکما عدلا فیکسر الصلیب
ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ

(بخاری)

اس حدیث میں "ابن مریم" کے نزول کی پیشگوئی کے ساتھ ہی حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس ابن مریم کے کام کی طرف بھی اشارہ فرمادیا ہے اور اس اشارہ میں یہ راز بھی مضمر ہے کہ اس کے آنے کے وقت زمانے کو سب سے بڑی ضرورت کیا ہوگی۔ اس سے پہلے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کا ایک اقتباس نقل کیا ہے۔ اس اقتباس میں تجدید دین کا خاص طور پر ذکر آتا ہے۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان جو ایک وعدہ اور پیشگوئی کی حیثیت رکھتا ہے وہ یہ ہے۔

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ
علیٰ راس کل مائۃ سنۃ
من یجدد لھا دینھا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کی بنیادی اینٹ یہی حدیث ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصل کام تجدید دین ہے یا دوسرے الفاظ میں اسلام کو اپنی اصلی حالت میں پیش کرنا اور ساری دنیا کو اس کی طرف آنے کی دعوت دینا ہے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام ہے جس کا نام احمدیت رکھ سکتے ہیں۔ پس جب ہم احمدیت کا ذکر کرتے ہیں تو دراصل ہمارا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسلام کی وہ اصل شکل جسے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یاد رہے کہ جو شخص اترنے والا تھا وہ عین وقت پر اتر آیا اور آج تمام لوشتے پورے ہو گئے۔ تمام نبیوں کی کتابیں اس زمانہ کا حوالہ دیتی ہیں۔ عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اس زمانہ میں مسیح موعود کا آنا ضروری تھا ان کتابوں میں صاف طور پر لکھا تھا کہ آدم سے چھٹے ہزار کے آخر پر مسیح موعود آئے گا۔ سو چھٹے ہزار کا اخیر ہو گیا۔ اور لکھا تھا کہ ذوالسنین ستارہ نکلے گا۔ سو وہ بھی کہ نکل چکا اور لکھا تھا کہ اس کے ایام میں سورج اور چاند کو ایک ہی مہینے میں جو رمضان کا مہینہ

ہو گا گرہن لگے گا۔ سو مدت ہوئی کہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہو چکی اور لکھا تھا کہ اس کے زمانہ میں ایک بڑے جوش سے طاعون پیدا ہوگی۔ اس کی خبر انجیل میں بھی موجود ہے۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ طاعون نے اب تک پیچھا نہیں چھوڑا اور قرآن کریم اور احادیث اور پہلی کتابوں میں لکھا تھا کہ اس زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو آگ سے چلے گی۔ اور انہی دنوں اونٹ بے کار ہو جائیں گے اور یہ آخری حصہ کی حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے سو وہ سواری ریل ہے جو پیدا ہو گئی اور لکھا تھا کہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا۔ سو صدی میں سے بھی اکیس برس گئے۔ اب ان تمام نشانوں کے بعد جو شخص مجھے رد کرتا ہے وہ مجھے نہیں بلکہ تمام نبیوں کو رد کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے جنگ کر رہا ہے۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے بہتر ہوتا"

دوسرا سوال جو قابل غور ہے یہ ہے کہ مستقبل کے متعلق ہم کیونکر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں یا ہم کیونکر جان سکتے ہیں کہ کسی چیز یا کسی تحریک کا مستقبل کیا ہوگا۔ احمدیت ایک تحریک ہے اور اس تحریک کے مستقبل کے متعلق ہم کس طرح علم حاصل کر سکتے ہیں۔ مستقبل کے متعلق علم حاصل کرنے کے دو ذرائع ہیں ایک تو یہ کہ وہ علیم و خبیر ہستی جسے مستقبل کا اسی طرح علم ہے جس طرح ماضی و حال کا، ہمیں کچھ بتائے اور ہم اس پر یقین کر لیں چاہے ہماری سمجھ میں وہ بات آئے یا نہ آئے

ہم اس بات کو مان لیں اور یقین کے ساتھ کہہ دیں کہ مستقبل کے متعلق خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اور ایسا ہی ہوگا۔ یہ طریق سب سے زیادہ آسان اور سب سے زیادہ یقینی ہے۔ لیکن جس قدر یہ طریق آسان اور یقینی ہے اتنا ہی ایمان بالغیب کے ساتھ اس کا مضبوط رشتہ ہے اور ایمان بالغیب کی نعمت دنیا میں ہر شخص کو میسر نہیں آتی۔ دنیا میں انسانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی باتوں پر خصوصاً جب کہ ان کا تعلق مستقبل سے ہو ایمان لانا مشکل سمجھتی ہے یا ایمان لاتی ہے تو وہ محض رسمی ایمان ہوتا ہے۔ جس کے ساتھ یقین کی دولت شامل نہیں ہوتی چنانچہ ایسے لوگوں کے لئے محض اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خبروں کے علاوہ ایسے شواہد پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جن کی طرف عقل رہنمائی کرے اور جن سے آسانی سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکے کہ مستقبل کے متعلق جو بات کہی جا رہی ہے وہ بہت حد تک درست ہے "بہت حد تک" کے الفاظ ہم اس لئے استعمال کر رہے ہیں۔ کیونکہ شواہد آخر شواہد ہیں۔ اور ان سے جو نتائج اخذ کئے جاتے ہیں وہ بیشتر تاثرات کا ماحصل ہوتے ہیں۔ اور تاثرات ہر شخص کے جداگانہ ہوتے ہیں لیکن بہر حال جب شواہد کی کثرت ہو تو پھر کم لوگوں ہی کو انکار کی جرأت ہو سکتی ہے۔

ہم بھی انہی دو امور کے متعلق بعض باتیں پیش کرنا چاہتے ہیں یعنی اوّل خدائے علیم و خبیر احمدیت کے مستقبل کے متعلق کیا فرماتا ہے اور دوم ماضی اور حال کے شواہد کس امر کی نشان دہی کر رہے ہیں احمدیت کا مستقبل کیا

ہوگا۔ اس سلسلہ میں ہم سب سے پہلے قرآن کریم کی ایک آیت کی طرف توجہ مبذول کرتے ہیں اور وہ آیت یہ ہے

هو الذی ارسل رسوله
بالهدیٰ و دین الحق لیظهره
علی الدین کله و لو کره
المشرکون۔

احمدیت کے مستقبل کے متعلق سب سے بڑی اور سب سے زیادہ یقینی پیشگوئی اس آیت میں پائی جاتی ہے نہ صرف ہماری جماعت بلکہ ہماری جماعت کے معرض وجود میں آنے سے قبل بھی قرآن کریم کے مفسر اس آیت کے متعلق اس بات پر متفق رہے ہیں کہ یہ آیت مسیح موعود کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہے اور کہ جب مسیح موعود ظاہر ہوگا تو اس کے ذریعہ اسلام ساری دنیا پر غالب آجائے گا۔ ہمارا ایمان ہے کہ مسیح موعود جس کا ایک لمبے عرصہ سے انتظار تھا۔ وہ ظہور پذیر ہو چکے ہیں جس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے کہ جنہیں ہم مسیح موعود مانتے ہیں۔ ان کے ذریعہ اب اسلام باقی تمام مذاہب پر غالب آجائے گا۔ تو گویا احمدیت کا مستقبل یہ ہے کہ اپنے وقت پر یہ پیشگوئی ضرور پوری ہوگی اور احمدیت جس کا مطلب ہے حقیقی اسلام ساری دنیا پر غالب آجائے گی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح اور مہدی کے ظہور کے سلسلہ میں جو پیشگوئیاں کی ہیں وہ بھی درحقیقت دوہری پیشگوئیاں ہیں۔ یعنی ایک طرف تو مسیح اور مہدی کے ظہور کی پیشگوئیاں ہیں اور دوسری طرف مسیح و مہدی کے

کام اور اس کی کامیابی کی پیشگوئیاں ہیں۔

مثلاً اس حدیث کو دیکھئے :۔

والذی نفسی بیدہ
لیوشکن ان ینزل فیکم
ابن مریم حکماً عدلاً
فیکسر الصلیب ویقتل
الخنزیر ویضع الجزیہ

اس حدیث میں جہاں ایک طرف ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ہے وہاں اس کے ساتھ ہی اس کے کام کے متعلق بھی وضاحت اور صراحت سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ کسر صلیب کرے گا۔ اور اگر کسر صلیب میں اسے کامیابی ہوئی ہے تو یقیناً اس کا یہی مطلب ہے کہ اس کا مشن ساری دنیا پر غالب آجائے گا اور اس کے مشن کا دوسرا نام احمدیت ہے اس لئے حتمی طور پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ احمدیت کا مستقبل یہ ہے کہ ساری دنیا پر غالب آجائے گی۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث اس سے بھی زیادہ واضح ہے اور وہ یہ ہے۔

لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذالک
الیوم حتی یبعث فیہ رجلاً منی او من اھل بیتی یواطی
اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملاء الارض

قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً

اس حدیث میں بھی جہاں ایک طرف ایک شخص کی آمد کا ذکر ہے۔ وہاں اس کے ساتھ ہی اس کے مشن کا ساری دنیا میں جاری وساری ہونا بھی صریحاً بیان کیا گیا ہے۔ ساری زمین کو تو وہ اسی صورت میں عدل و انصاف سے بھر سکے گا جب کہ اسے ساری دنیا پر تصرف حاصل ہو جائے گا۔ تو گویا اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ اس شخص کا مشن ساری دنیا میں پھیل جائے گا اور نہایت کامیابی کے ساتھ پھیلے گا۔ اب چونکہ وہ شخص آچکا ہے اور اس کے مشن کے کا نام احمدیت ہے۔ اس لئے یہ بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ احمدیت کا مستقبل یہ ہے کہ اسے ساری دنیا میں پھیلنا ہے اور وہ دن دور نہیں جب ان شاء اللہ یہ بات ظہور پذیر ہو کر رہے گی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے الہاماً بتایا کہ:۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے
کناروں تک پہنچاؤں گا"

اگرچہ محض اس ایک الہام کو سن کر یہ تاثر بھی لیا جا سکتا ہے کہ پیغام کا پہنچنا اور بات ہے اور اس پیغام کے ماننے والوں کا دنیا پر غالب آجانا اور بات ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بھی فرمایا تھا کہ

"میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے گروہ کو قیامت تک غالب رکھوں گا"

اور فرمایا :-

"تو مدد دیا جائے گا اور کسی کو گریز کی جگہ نہ رہے گی۔ تو حق کے ساتھ نازل ہوا اور تیرے ساتھ نبیوں کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ خدا نے اپنے فرستادہ کو بھیجا تا اپنے دین کو قوت دے۔ اور سب دینوں پر اس کو غالب کر دے"

(کتاب البریہ)

اسیطرح یہ بھی الہاماً فرمایا :-

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

اسیطرح حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً حضور کو بتایا کہ :-

"خدا اپنے بزرگ نشانوں کے ساتھ اور اپنے نہایت پاک معارف کے ساتھ اور نہایت قوی دلائل کے ساتھ دلوں کو اسلام کی طرف پھیر دے گا اور وہی منکر رہ جائیں گے جن کے دل مسخ شدہ ہیں۔ خدا ایک ہوا چلائے گا جس طرح موسم بہار کی ہوا چلتی ہے اور ایک روحانیت آسمان سے نازل ہو گی اور مختلف بلاد اور ممالک میں بہت جلد پھیل جائے گی۔ اور جس طرح بجلی مشرق اور مغرب میں اپنی

چمک ظاہر کر دیتی ہے۔ ایسا ہی اس روحانیت کے ظہور کے وقت ہوگا۔ تب جو نہیں دیکھتے تھے وہ دیکھیں گے اور جو نہیں سمجھتے تھے وہ سمجھیں گے اور امن اور سلامتی کے ساتھ راستی پھیل جائے گی۔

امن اور سلامتی کے ساتھ راستی کے پھیلنے ہی کے سلسلہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقعہ پر فرمایا:۔

"میں نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ وہ دین کی خدمت کیلئے آگے آئیں اور صرف آگے ہی نہ آئیں بلکہ اس ارادہ سے آگے آئیں کہ انہوں نے کام کرنا ہے اگر تم بھی اپنے ایمانوں کو اس قدر بلند کر لو جتنا کہ صحابہ کا ایمان بلند تھا تو اسلام کے شکست کھانے کی کوئی وجہ نہیں۔ وہ اب بھی آگے ہی بڑھتا جائے گا اور ترقی کرتا جائے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تم اپنے ایمانوں کو مضبوط کرو۔ پس گو بظاہر وہ دن دور ہے لیکن اگر تم قربانیوں میں ترقی کرتے گئے اور اپنے ایمانوں کو تم نے مضبوط بنا لیا تو اللہ تعالےٰ اس دن کو قریب لے آئے گا۔ اور وہ لوگوں کے دلوں کو کھول دے گا۔ اور اس کے فرشتے لوگوں کے دلوں میں آپ تحریک شروع کر دیں گے اور جب خدا تعالےٰ کے فرشتے تحریک کریں گے تو لوگ مخالفت چھوڑ کر تمہارے دوست بن جائیں گے اور تم

سے محبت اور پیار کرنے لگ جائیں گے پس تم اپنے اندر ہمت پیدا کرو اور خدا تعالیٰ سے اس وعدہ پر یقین رکھو کہ اسلام اور احمدیت نے دنیا پر غالب آنا ہے۔ اگر یہ فتح تمہارے ہاتھوں سے ہوئی تو رسول اکرمؐ کی شفاعت تمہارے لئے وقف ہوگی کیونکہ تم اسلام کی کمزوری کو قوت سے اور اس کی شکست کو فتح سے بدل دو گے۔ خدا تعالیٰ کہے گا کہ قرآن کریم میں نے نازل کیا ہے۔ لیکن اس کو دنیا میں قائم ان لوگوں نے کیا ہے۔ پس اس کی برکات تم پر ایسے رنگ میں نازل ہوں گی کہ تم اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرو گے۔ اور وہ تمہاری اولاد کو بھی ترقیات بخشے گا"

اب شواہد کی طرف نظر کیجئے۔ اس وقت احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے غلبہ کے سلسلہ میں جو کام ہو چکا ہے اس کے نتائج پر غور کرنے سے یہی عقیدہ ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ وقت دراصل دور نہیں جب حقیقی اسلام جس کا دوسرا نام احمدیت ہے ساری دنیا میں غالب آجائے گا۔ گزشتہ صدی کے اختتام سے چند سال قبل سے لے کر موجودہ صدی کے ابتدائی سالوں تک عیسائیت کے منادی اس بات پر نعرے دے رہے تھے کہ اسلام اب ختم ہوا ہی چاہتا ہے۔ ہنری بیروز (HENRY BARROWS) نے اپنے لیکچروں میں جو کہ ۱۸۹۷ء میں دیئے گئے تھے کھلم کھلا اس

بات کا اعلان کر دیا تھا کہ اب عنقریب عیسائیت اسلام پر پوری طرح غالب آجائے گی۔ اور اس موجودہ صدی کے شروع کے سالوں میں ایک پادری آٹر بری (ATTERBURY) نے اپنی کتاب "اسلام ان افریقہ" میں یہ نظریہ پیش کیا تھا۔ کہ اسلام سیاسی طاقت کے عدم وجود کی وجہ سے اب گرتا ہی چلا جائے گا۔ اور عیسائیت کے لئے اس کو فتح کر لینا کوئی مشکل بات نہ ہوگی لیکن اس کتاب کے پچاس سال بعد ایک اور پادری لینڈن پی ہیرس (LYNDON P. HARRISS) نے اپنی کتاب "اسلام ان افریقہ" میں لکھا کہ پچاس سال قبل جو بات اسلام کے متعلق کہی گئی تھی وہ اب کوئی شخص ماننے کے لئے تیار نہیں ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان پچاس سالوں میں عیسائیت اور اسلام کی اپنی اپنی پوزیشن میں اتنا فرق پڑ گیا ہے کہ اب کسی کا یہ کہنا کہ عیسائیت اسلام پر غالب آجائے گی۔ ایک دیوانے کی بڑ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ نہ صرف یہ کہ اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسلام عیسائیت سے شکست کھا جائے گا بلکہ اب چھوٹے سے لے کر بڑے پادریوں تک کا تاثر یہ ہے کہ عنقریب اسلام عیسائیت پر (کم از کم افریقہ میں) غالب آجائے گا۔ چنانچہ کیپ ٹاؤن کے اخباروں میں ایک خبر یوں چھپی ہے:۔

"برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری۔ ریورنڈ جے۔ ٹی۔ واٹسن نے آج کیپ ٹاؤن میں اس خیال کا اظہار کیا کہ یہ بات عین ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں اسلام

افریقہ کے عوامی مذہب کی حیثیت سے عیسائیت کو شکست دے کر اس کی جگہ لے لے "

انہوں نے مزید کہا :-

" اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام افریقہ میں برابر ترقی کر رہا ہے اگر ایک شخص عیسائیت قبول کرتا ہے تو اسلام اس کے مقابلہ میں دس افراد کو حلقہ بگوش بنا لیتا ہے۔ ابھی موقعہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو سنبھال لیں ہمیں اس موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے لیکن اس امر کا قوی امکان موجود ہے کہ ہم اس موقعہ کو گنوا دیں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام عیسائیت سے بازی لے جائے گا "

حقیقت بھی یہی ہے کہ عیسائیوں کے لئے اس موقعہ کو گنوا دینا ہی مقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پُرحکمت تقدیریں اس وقت اسلام کے غلبہ کا انتظام کر رہی ہیں۔ اور اگر عیسائی اقوام کسی بات کو اپنے لئے موقعہ سمجھتی ہیں تو یقیناً یہی مقدر ہے کہ وہ اس موقعہ کو گنوا دیں۔

نہ صرف افریقہ میں بلکہ یورپ میں بھی حقیقی اسلام کا رعب کچھ اس ڈھب سے لوگوں کے دلوں پر طاری ہو رہا ہے کہ لوگ اسلام کی ترقی کے متعلق بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ یہ ترقی انسان کی روحانی تاریخ کا عجیب و غریب واقعہ اور نشان ہے۔

سوئٹزرلینڈ کے ایک روزنامہ برنر ٹیگ بلاٹ (BENER TAGBLATT)

نے کچھ عرصہ ہوا احمدیہ جماعت کی تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:۔

"اس دوران میں یہ جماعت دنیا کے اکثر بہت سے حصوں میں پھیل گئی ہے۔ جہاں تک یورپ کا تعلق ہے لندن۔ ہمبرگ فرینکفورٹ، میڈرڈ، زیورک اور سٹاک ہالم میں اب اس جماعت کے باقاعدہ تبلیغی مشن قائم ہیں۔ امریکہ کے شہروں میں سے واشنگٹن، لاس اینجلز۔ نیویارک، پٹس برگ اور شکاگو میں بھی اس کی شاخیں موجود ہیں۔ اس سے آگے گرینیڈا۔ ٹرینیڈاڈ اور ڈچ گی آنا میں بھی یہ لوگ مصروف کار ہیں۔ افریقی ممالک میں سے سیرالیون، گھانا، نائیجیریا، لائبیریا اور مشرقی افریقہ میں بھی ان کی خاصی جمعیت ہے۔ مشرق وسطیٰ اور ایشیا میں سے مسقط، دمشق، بیروت، مارشیس، برطانوی شمالی بورنیو۔ کولمبو۔ رنگون۔ سنگاپور اور انڈونیشیا میں ان کے تبلیغی مشن کام کر رہے ہیں۔ دوسری عالمگیر جنگ سے قبل ہی قرآن کریم کا دنیا کی سات مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا تھا چنانچہ اب تک ڈچ۔ جرمن اور انگریزی میں پورے قرآن مجید کے تراجم عربی متن کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔ اسپیرنٹو کا ترجمہ بھی منظر عام پر آنے والا ہے۔ اس جماعت کا نصب العین بہت بلند ہے۔ یعنی یہ کہ روئے زمین پر بسنے والے تمام بنی نوع انسان کو ایک

ہی مذہب کا پابند بنا کر انہیں باہم متحد کر دیا جائے۔ وہ مذہب احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہے اور اس کے ذریعہ یہ لوگ پوری انسانیت کو اسلامی اخوت کے رشتہ میں منسلک کر کے دنیا میں حقیقی اور پائیدار امن قائم کرنا چاہتے ہیں انہیں تو قع ہے کہ بالآخر تمام بنی نوع انسان اسلام کی آغوش میں آ کر مسلمان ہو جائیں گے۔ یہ جماعت خود اور اس کا اپنے مولد و مسکن سے نکل کر پوری دنیا پہ اس قدر مضبوطی سے پھیل جانا نوع انسان کی روحانی تاریخ کے عجیب و غریب واقعات میں سے ایک عجیب و غریب واقعہ اور نشان ہے"

اسلام کی عالمگیر فتح کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ جوں جوں اسلام کو ترقی حاصل ہو۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ عیسائیت کی عمارت گرتی چلی جائے۔ چنانچہ حال ہی میں "ریڈرز ڈائجسٹ" نے اپنی ایک اشاعت میں لکھا ہے:۔

"گزشتہ موسم بہار میں عوامی رجحانات کا جائزہ لینے کا ایک خاص اہتمام کیا گیا تھا (امریکہ میں) اس کے نتیجہ میں پتہ یہ چلا کہ گرجاؤں میں حاضری دن بدن گر رہی ہے۔ نیز یہ بھی پتہ چلا کہ ایسے لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب (عیسائیت) کا اثر دن بدن کم ہوتا جا رہا ہے ان کی تعداد پہلے کی نسبت دگنی سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ یہ صورت حال کسی امر کی آئینہ دار ہے؟

میرے نزدیک یہ آئینہ دار ہے اس امر کی کہ جب گزشتہ جنگ عظیم کے بعد لوگوں میں مذہب کی طرف میلان بڑھ گیا اور اس کے زیر اثر انہوں نے بکثرت گرجاؤں میں حاضر ہونا شروع کیا تو انہیں وہاں وہ چیز نہیں ملی جس کے وہ متلاشی تھے، انہیں تلاش تھی شخصی نجات کی۔ انہیں تلاش تھی خدا کی معرفت کی اور اس کی محبت کی۔ وہ اپنی زندگیوں میں خدا کی ہستی کا اثر اور اس اثر کی کارفرمائی مشاہدہ کرنے کے متمنی تھے ———— ایک اور مد مدِ رجحان یہ ہے کہ بائیبل کو خدا کا مستند الہامی کلام تسلیم کرنے میں پس و پیش سے کام لیا جا رہا ہے اسے اب محض ایک دینی کتاب کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور اس موہنہ بولتی تصدیق کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی کہ خداوند کا فرمان یہ ہے۔ یقیناً خداوند کا فرمان اور اناجیل وہ بنیاد ہیں جن پر پروٹسٹنٹ ازم قائم ہے جب یہ بنیاد کمزور ہو جائے تو پھر پوری عمارت کا متزلزل ہونا لازمی ہے۔"

یہ مضمون ایک امریکن پادری نارمن۔ ڈبلیو پیل NORMAN.W.PEALE کا ہے اور یہ اعتراف اس امر پر گواہ ہے کہ آج مغربی ممالک کی طرح امریکہ میں بھی ایک زبردست روحانی خلاء پیدا ہو چکا ہے اس خلاء کو صرف اور صرف اسلام ہی حقیقی معنوں میں پُر کر سکتا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ خلاء

پیدا کی اس لئے ہوا ہے تا اسلام الٰہی نوشتوں کے مطابق اس خلاء کو پُر کرکے دُنیا کے جملہ مذاہب پہ غالب آجائے۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا یہ جنگ دلائل سے لڑی جائے گی اور دلائل ہی کے ذریعہ اسلام کو ساری دنیا پہ غلبہ حاصل ہوگا۔" موج کوثر" کے مصنف لکھتے ہیں

"احمدی جماعت کے فروغ کی ایک وجہ ان کی تبلیغی کوششیں ہیں۔ مرزا صاحب اور ان کے معتقدوں کا عقیدہ ہے کہ اب جہاد بالسیف کا زمانہ نہیں بلکہ جہاد بالقلم اور جہاد باللسان یعنی تحریری اور زبانی تبلیغ کا زمانہ ہے ان کے عقیدہ سے تمام مسلمانوں کو اختلاف ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ جہاد بالسیف کی اہلیت نہ احمدیوں میں ہے اور نہ عام مسلمانوں میں ——— عام مسلمان تو جہاد بالسیف کے عقیدہ کا خیالی دم بھر کے نہ عملی جہاد کرتے ہیں نہ تبلیغی جہاد۔ لیکن احمدی تبلیغ کو فریضہ مذہبی سمجھتے ہیں۔ اور اس میں انہیں خاصی کامیابی بھی حاصل ہوتی ہے"

امریکہ کے ہفتہ وار رسالہ ٹائم (TIME) نے اپنی جون ۱۹۶۰ء کی اشاعت میں ایک بھرپور مضمون شائع کیا جس کا عنوان تھا۔ عیسائیت کے خلاف بغاوت" اس اشاعت میں ایک اور مضمون بھی تھا جس کا عنوان تھا۔" گرتا ہوا SEPULCHRE" اور اس مضمون کو اس فقرے

سے شروع کیا گیا تھا" عیسائی دنیا میں سب سے افسوسناک منظر وہ مقدس
عمارت پیش کرتی ہے جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ عیسائیت
کا مرکز ہے اور وہ ہے یروشلم کا HOLY SEPULCHRE
کا گرجا جس میں مبینہ طور پر یسوع مسیح کی صلیب کا مقام، ان کے دفن ہونے
کی جگہ اور وہ جگہ ہے جہاں سے وہ مُردوں میں سے جی اُٹھے تھے "عیسائی
دنیا کی یہ حالت یقیناً اس بات کی غماز ہے کہ عیسائیت اب آخری دنوں میں
داخل ہو چکی ہے۔

مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک عرصہ تک مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام
کا موقع ملا ہے۔ وہاں عیسائیت کی حالت ناگفتہ بہ ہو چکی ہے اور عیسائیوں
کو اس بات کا اعتراف ہے۔ ایک عیسائی مصنف نے وہاں کے ایک اخبار
ڈیلی ٹائمز (DAILY TIMES) میں ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا "مغربی
افریقہ میں عیسائیت کا مستقبل" اور اس مضمون کا پہلا ہی فقرہ یہ تھا:۔

"میں سب سے چھوٹے فقرہ میں اپنا فیصلہ دے سکتا
ہوں۔ بلکہ میں ایک لفظ میں اپنا فیصلہ دے سکتا ہوں اور
وہ لفظ ہے NONE یعنی مغربی افریقہ میں عیسائیت کا
کوئی مستقبل نہیں ہے"

عیسائیوں میں سب سے زیادہ متعصب لوگ کیتھولک فرقہ کے لوگ
ہیں اور ان کے نظام کو اپنے لوگوں پر اتنا کنٹرول ہے کہ غالباً اور کسی
فرقہ کو اپنے ماننے والوں پر ایسا اختیار نہیں ہے۔ یہ لوگ نہ کسی کی بات

سنتے ہیں اور نہ کسی دوسرے کی دلیل کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی عمارت بھی گر رہی ہے۔ چنانچہ نائیجیریا کے اخبار کیتھولک ہیرلڈ CATHOLIC HERALD نے اپنے ایک اداریہ میں لکھا:۔

سب سے زیادہ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ یہاں نائیجیریا میں ایک بہت بڑی تعداد۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ پچاس فی صدی ہمارے سیکنڈری سکولوں کے لڑکے اور لڑکیاں سکول چھوڑنے کے چند ہی سال بعد اپنا مذہب چھوڑ دیتے ہیں"

اگر یہی بات کوئی مسلمان کہے تو غالباً اسے مبالغہ سمجھا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ بات عیسائیوں ہی کے مونہہ سے کہلوادی اور پھر عیسائی بھی کیتھولک عیسائی۔

اس عیسائی اخبار نے اپنے ایک اور اداریئے میں لکھا:۔

"اس وقت عیسائی دنیا اپنی بقا کے لیے سب سے بڑی جنگ لڑ رہی ہے"

اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ کفر و ایمان کی جنگ سب جنگوں سے بڑی ہے اور یہی جنگ ہے جس میں اسلام کی فتح مقدر ہے اور عیسائیت کی شکست۔

مغربی افریقہ میں تو عیسائیوں کو اپنی شکست کا اس قدر احساس ہو گیا ہے کہ آج سے چند سال پہلے انہوں نے فیصلہ کیا کہ کبھی

ایسے عیسائی کو بلایا جائے جو اسلام کا ماہر ہو تاکہ اس سے اسلام کے خلاف تقریریں کروائی جائیں اور عیسائی پادریوں کو اسلام کے خلاف تعلیم دی جائے۔

یہ فیصلہ بذات خود اس بات کا اعتراف ہے کہ عیسائیت اسلام کے مقابلہ میں عاجز آچکی ہے۔

انگلستان سے چھپنے والے ایک اخبار (TIMES BRITISH COLONIES REVIEW.) نے اپنی ایک اشاعت میں لکھا کہ اسلام کی روزافزوں ترقی کا کوئی مقابلہ نہیں کیا جا رہا۔ اور یہ بات کچھ بعید نہیں کہ عیسائی اور مشرک ملاتے بالآخر اسلام کے سمندر میں غرق ہو کر رہ جائیں گے

اس اخبار نے یہ بھی کہا کہ اب اسلام کی ترقی کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس میں تلوار کا ہاتھ ہے بلکہ آہستہ آہستہ تبلیغ کے ذریعہ اسلام کا نفوذ ہو رہا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ سفید فام لوگوں کی حکومت کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ سفید فام لوگوں کا مذہب (یعنی عیسائیت) بھی ختم ہو رہا ہے۔

نائیجیریا میں کے ایک اور اخبار "ڈیلی ٹائمز" نے اپنی ایک اشاعت میں اسلام کی ترقی کی خبر پہ یہ سرخی جمائی "عیسائیت اسلام کی ترقی سے خائف ہے"۔

اسی طرح حال ہی میں نائیجیریا میں دنیا کے مختلف حصوں کے عیسائیوں نے ایک کانفرنس منعقد کی جس میں پادریوں نے اپنی تقاریر میں

کہا کہ اب چند ہی سالوں میں یہ فیصلہ ہو جائے گا کہ افریقہ میں عیسائیت حکمرانی کرے گی یا اسلام۔ ایک اور اخبار ڈیلی ٹیلی گراف رنا یجیریا نے اپنے ایک اڈیٹوریل میں لکھا:-

"مکہ سکول (یعنی اسلام) ہر صبح و شام حملہ کرتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے اور یہاں اس کی فوجوں کے جرنیل مورو جنرل ہو لوسی سیفی ہیں"

اسلام کی ترقی اور عیسائیت کی شکست کے شواہد اب اس قدر زیادہ ہو گئے ہیں کہ ان کا انکار ناممکن ہے اور یہ سب شواہد اس بات کی طرف راہ نمائی کر رہے ہیں کہ وہ وقت دور نہیں جب اسلام کی مکمل فتح ہو کر رہے گی۔ اور عیسائیت کی شکست ان پیشگوئیوں کو پورا کر کے رہے گی جن کا اس مضمون کے پہلے حصہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

بالآخر اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر ختم کیا جاتا ہے۔ جس میں حضور پر نور نے احمدیت کے مستقبل کی طرف راہ نمائی فرمائی ہے اور وہ الفاظ یہ ہیں:-

"اے تمام لوگو سُن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف ایک ہی مذہب ہو گا جو

عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں۔ جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من
رّسول الا کانوا بہ یستھزؤن

پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں۔ اس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے کوئی آدمی بھی عیسیٰ بن مریم

کہ آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا۔ اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"

(تذکرۃ الشہادتین)

اسلام میں عورتوں کے حقوق کا تحفظ

نائیجیریا میں قیام کے دوران ایک دفعہ خاکسار نے امریکہ کے ایک اخبار میں اسلام میں عورتوں کی پوزیشن کے متعلق ایک مضمون پڑھا۔ چونکہ اس مضمون میں مضمون نگار نے بعض غلط بیانیاں کی ہوئی تھیں خاکسار نے اس مضمون کا جواب ایک خط کی صورت میں اخبار کے ایڈیٹر کو بھیجا جو انہوں نے شائع کر دیا۔ میرے اس خط کو پڑھ کر انگلستان سے ایک عورت نے مجھے خط لکھا جس کا متن درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

مکرمی! میں امریکہ کے اخبار پروگریسو انڈی پنڈنٹ (PROGRESSIVE INDEPENDENT) کا نہایت شوق سے مطالعہ کرتی ہوں۔ میں نے اس میں آپ کا خط نہایت دلچسپی سے پڑھا ہے۔ میں آپ کی ممنون ہوں گی اگر آپ اپنے اخبار کی ایک کاپی بطور نمونہ مجھے ارسال کر دیں۔

میں نہیں چاہتی کہ محض بحث کی خاطر آپ سے بحث کروں اور پوچھوں کہ آپ کس طرح یہ کہتے ہیں کہ اسلام نے عورت کے حقوق کا تحفظ کیا ہے

در اس کی حالت کو بہتر بنایا ہے۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گی کہ آپ یہ تو
بتائیے کہ اسلامی دنیا کے علاوہ اور کونسی جگہ ہے جہاں عورت کو
چار دیواری کے اندر بند رکھا جاتا ہے اور اسے اپنے چہرہ پر ہمیشہ
نقاب اوڑھنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے اور تازہ ہوا اور سورج
کی روشنی سے محروم رکھا جاتا ہے

اسلامی دنیا میں عورتوں کو ہرگز کسی قسم کی آزادی حاصل نہیں ہے عورت
کی پوزیشن یہ ہے کہ وہ کئی بیویوں میں سے ایک بیوی ہوتی ہے اور اگر
وہ بانجھ ثابت ہو تو اس کا خاوند اسے طلاق دے سکتا ہے۔ اسلامی
قانون کے مطابق اگر ایک قوم دوسری قوم کے خلاف جنگ کرے اور
اس دوسری قوم کو مفتوح بنا لے۔ تو فاتح قوم کے لئے یہ بات جائز
رکھی گئی ہے کہ مفتوح قوم کی تمام عورتوں کو مفتوحہ علاقہ سے لے جائے
حتیٰ کہ شادی شدہ عورتوں کو بھی اور فاتح لوگ جبراً انہیں لونڈیاں
بنا لیں۔

میں نے یہ تمام معلومات ایک ایسی کتاب سے حاصل کی ہیں جو
ایک مسلمان کی لکھی ہوئی ہے اور جسے اسلامی کتاب کہا جاتا ہے۔ مجھے
اس بات سے نہایت درجہ خوشی ہوگی۔ کہ آپ میری ان باتوں کا جواب
تحریر کریں۔ اور مہربانی کر کے اپنے اخبار کے نمونہ کی کاپی ارسال کریں اور
چندہ سے اطلاع دیں۔

آپ کا بہت بہت شکریہ۔ ایچ ایف کاکس ۵۸ ء.ا.اا ۲۲ ستمبر ۶۵ء

خاکسار نے مس کاکس کے اس خط کا جواب اپنے اخبار ٹرُتھ میں ایڈیٹوریل کے ذریعہ دیا۔ اس سلسلہ میں تین ایڈیٹوریل لکھے گئے۔ جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

اسلام میں عورت کا مقام

ہماری ایک کارسپانڈنٹ نے کیمبرج انگلستان سے اسلام میں عورت کے مقام کے متعلق لکھا ہے اور اس بات سے شدید اختلاف کا اظہار کیا ہے کہ صرف اور صرف اسلام ہی نے عورت کے حقوق کا خاص طور پر تحفظ کیا ہے اور اس کی پوزیشن کو بہتر بنایا ہے۔ عورتوں کو چار دیواری کے اندر بند رکھنا انہیں اپنے چہروں پر نقاب اوڑھنے کے لئے مجبور کرنا جس کے نتیجہ میں ایک عورت کئی بیویوں میں سے ایک بیوی بن کے رہ جاتی ہے جو ہر وقت اس خوف میں زندگی گزارتی ہے کہ اگر کبھی اس کے اولاد نہ ہوئی تو اسے طلاق دی جا سکے گی۔ یہ ہیں سوالات جو ہماری کارسپانڈنٹ نے اٹھائے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب ایک قوم دوسری قوم پر حملہ آور ہوتی ہے اور دوسری قوم کو فتح کر لیتی ہے تو فاتح قوم کے لئے یہ بات جائز قرار رکھی گئی ہے کہ وہ مفتوحہ علاقہ کی تمام عورتوں کو اٹھا کر لے جائے۔

اسلام کے متعدد غیر متعصب مطالعہ کرنے والوں کے دلوں پر اسلام کے متعصب نقادوں کی رائے اور بعض کم فہم مسلمانوں کے خیالات نے نہایت غلط تاثرات پیدا کر دیئے ہیں۔ ہم اسلام کا مطالعہ کرنے والے

لوگوں کو موردِ الزام نہیں ٹھہرا سکتے کہ وہ کیوں اپنے خیالات کا جو کہ اسلام کے خلاف ہیں اظہار کرتے ہیں۔ لیکن ہم ان سے یہ ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنی قوتِ فکر کو استعمال کریں اور دوسروں کو اس بات کی اجازت نہ دیں کہ وہ ان کے لئے سوچیں۔

جہاں تک ہماری کارسپانڈنٹ کا تعلق ہے ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ انہوں نے جو کچھ بھی لکھا اس میں تعصب کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا لیکن ہم افسوس کے ساتھ یہ کہتے ہیں۔ کہ ان باتوں کا اظہار کرنے کے سلسلہ میں اسلامی تعلیم کے اصل ماخذوں کو پوری طرح اور پوری کوشش کے ساتھ انہوں نے دیکھا اور پرکھا نہیں۔ ہم اسلام کا تحفظ کرتے ہیں اور جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم اسلام کا تحفظ کرتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم اسلام کی تعلیم کا تحفظ کرتے ہیں اگر انفرادی طور پر لوگوں کے اعمال میں خرابیاں نظر آئیں درآنحالیکہ وہ لوگ اپنے آپ کو اس مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ تو ہم سب کا فرض ہے کہ ہم ایسے لوگوں کی مذمت کریں

آئیے ہم اپنی کارسپانڈنٹ کو اصل ماخذ کی طرف لے چلیں۔ جہاں تک عورتوں کو چاردیواری میں بند رکھنے کا سوال ہے اسلام کی تعلیم کسی پہلو سے بھی اس کی تائید نہیں کرتی۔ قرآن کریم کی ایک بھی آیت ایسی نہیں ہے اور نہ ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث جس سے بعض لوگوں کے اس عمل کو صحیح ثابت کیا جا سکے اگر یہ عمل کسی گھر میں جاری ہے تو اسلام اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔

ہمارا یہ کہنا کہ "اگر یہ عمل کسی گھر میں جاری ہے" اس وجہ سے ہے کہ ساری دنیا کی نوے فیصد مسلمان عورتیں تو دیہاتی فضا میں زندگی گزارتی ہیں۔ جہاں کہ وہ (پردے کے باوجود) اپنے مردوں کی مدد کرنے کے لئے گھر سے باہر آتی جاتی ہیں۔ باقی دس فیصد مسلمان عورتیں جو کہ شہری زندگی گزارتی ہیں۔ ان میں سے بہت ہی کم ایسی عورتیں ہیں جو کہ سیاسی یا سماجی مجبوریوں کی وجہ سے پردہ کی انتہا پسندی (یعنی گھر ہی میں بند رہنا) کی طرف چلی گئی ہیں۔ جہاں تک پردہ کا سوال ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد یہ ہے:۔

"تو مومنوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لئے بہت پاکیزگی کا موجب ہوگا جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے اچھی طرح خبردار ہے

اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے جو آپ ہی آپ بے اختیار (جیسے قد اور موٹاپا یا دبلا پن) ظاہر ہوتی ہو۔ اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینہ پر سے گذار کر اور اس کو ڈھانک کر پہنا کریں۔ اور اپنی زینتوں کو صرف اپنے خاوندوں یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں

کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی (ہم کفو) عورتوں
یا جن کے مالک ان کے داہنے ہاتھ ہوئے ہیں۔ ان کے
سوا کسی پہ نہ ظاہر کیا کریں یا ایسے ماتحت مردوں پہ جو ابھی
جوان نہیں ہوئے یا ایسے بچوں پہ جن کو ابھی عورتوں کے
خاص تعلقات کا علم حاصل نہیں ہوا۔ اور اپنے پاؤں (زور
سے زمین پہ) اس لئے نہ مارا کریں کہ وہ چیز ظاہر ہو جائے
جس کو وہ اپنی زینت سے چھپا رہی ہیں۔ اور اے مومنو!
سب کے سب اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ

(سورہ نور ۳۲ - ۳۳)

موجودہ زمانہ میں شہری عورتوں میں جو پردے کا رواج ہے یہ مسلسل ارتقائی منازل طے کرتا ہوا مختلف حالات میں سے گزر کر موجودہ صورت تک پہنچا ہے۔ قرآن کریم کا جو منشاء ہے وہ یہ ہے کہ عورتوں کی عصمت و عفت کی حفاظت کی جائے اور یہ اس طرح کہ ان کا اور مردوں کا آپس میں کھلم کھلا اختلاط نہ ہونے دیا جائے اور عورتوں کو اس سلسلہ میں یہ نصیحت بھی کی گئی ہے کہ وہ اپنی خوبصورتی کا مظاہرہ نہ کریں۔ اور اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ عورت کے حسن کا کھلم کھلا ایسی جگہوں پر اظہار جہاں مردوں کی نگاہیں ان پہ پڑتی ہوں اخلاقی برائیوں کی جڑ ہے، اور یہ اخلاقی برائیاں غیر مسلم دنیا میں ایک ایسی خاص مشکل کا باعث بنی ہوئی ہیں۔

ہمیں ایک ایسے سماجی نظام پر محض اس لئے اعتراض نہ کرنے چاہئیں کہ یہ ہمارا اپنا نظام نہیں ہے ہمیں اس کی خوبیوں کو پرکھنا چاہیئے آئیے اب تعدد ازدواج کو لیجئے قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

"اور اگر تم ڈرو کہ تم یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے،
تو عورتوں میں سے جو پسند ہو تمہیں نکاح کرو۔ دو دو
اور تین تین اور چار چار۔ پھر اگر ڈرو تم کہ نہ عدل کر سکو گے
تو ایک ہی یا وہ جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک
ہوئے یہ بات زیادہ قریب ہے کہ نہ بے انصافی کرو تم"

اسلام کی تعلیم نہ سمجھنے کی وجہ سے اسے بہت زیادہ اعتراضات کا نشانہ بنایا گیا ہے تعدد ازدواج بھی ایک ایسی تعلیم ہے۔ جو متعدد اعتراضات کا نشانہ بنی ہوئی ہے۔ قرآن کریم کی متعلقہ آیت پیش کرنے کے بعد اور قرآن کریم میں اس موضوع پر صرف یہی ایک آیت ہے۔ ہم اپنی کارسپانڈنٹ سے پوچھتے ہیں کہ کیا اس آیت میں ارشاد خداوندی یہ ہے کہ ہر مسلمان ضرور بالضرور ایک سے زیادہ بیویاں کرے یا کہ یہ صرف ایک ایسی اجازت ہے کہ جس سے حالات اور ضرورت کے مطابق فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

اسلام میں تعدد ازدواج کا تصور مشروط ہے۔ ایسی شرائط کے ساتھ کہ صحیح معنوں میں ان کا استعمال کسی شخص کو یہ موقع ہی نہیں دیتا کہ وہ عورت پر ظلم کرے۔ اور چونکہ کسی عورت کی بھی اس کی مرضی کے بغیر شادی

نہیں کی جا سکتی اس لئے ہم اس حقیقت سے کس طرح آنکھیں بند کر سکتے ہیں۔ کہ جو عورت بھی کسی ایسے شخص سے شادی کرتی ہے جس کے ہاں پہلے ہی بیوی موجود ہے وہ اپنے اس فعل کے عواقب کو مد نظر رکھ کر ہی ایسا کرتی ہے۔ جہاں تک پہلی بیوی کا سوال ہے اگر وہ اس بات کو پسند نہ کرے کہ اس کا خاوند دوسری شادی کرے تو اسے پورا پورا حق ہے کہ وہ طلاق لے لے۔ ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ بہت سے ایسے گھرانے جہاں تعدد ازدواج پر عمل کیا جاتا ہے مشکلات میں سے گزر رہے ہیں۔ لیکن یہ تعدد ازدواج کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ تعدد ازدواج کے غلط استعمال کا نتیجہ ہے۔ اور یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ اسلام کو تعدد ازدواج کے غلط استعمال کے لئے مورد ملامت نہیں بنایا جا سکتا۔

جہاں تک ایک بانجھ عورت کو طلاق دینے کا سوال ہے اس کے دو پہلو ہیں۔ یہ بات اسلام کے حق میں ہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت دے کر اسلام نے اس بات کو نہایت غیر ضروری بنا دیا ہے کہ بانجھ پن کی وجہ سے کسی عورت کو طلاق دی جائے۔ صرف ایسے لوگ جو ایک سے زیادہ بیویاں نہیں کر سکتے اس بات پر مجبور ہیں کہ بیوی کے بانجھ ہونے کی صورت میں بھی اگر اولاد کی خواہش رکھتے ہوں تو دوسری بیوی کرنے سے پہلے پہلی بیوی کو طلاق دیں۔ اگر اسلام کی طرف سے دی گئی آسانی کے باوجود کوئی شخص بانجھ پن کی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو اسلام کسی صورت میں بھی مورد الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا

حقیقت تو یہ ہے کہ تعداد ازدواج کی اجازت کے سلسلہ میں مسلمان علماء نے ہمیشہ بیوی کے بانجھ پن کو بھی ایک وجہ جواز قرار دیا ہے۔

جس بات کی اسلام تعلیم ہی نہیں دیتا اور نہ کسی ڈھنگ میں اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اس کے لئے اسلام کو بھلا کس طرح برا کہا جا سکتا ہے۔

یہی بات ایک دوسرے زاویئے سے بھی دیکھی جا سکتی ہے اور وہ زاویہ یہ ہے اگر طلاق کی اجازت ہے تو پھر طلاق کے لئے کونسی شرائط موجود ہونی چاہئیں۔

یاد رہے کہ اسلام کسی خاص شرائط کا خاص طور پر ذکر نہیں کرتا اور ایسا ذکر نہ کرنے میں ایک بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے۔ طلاق کا مطلب ہے شادی شدہ جوڑے کی اس رنگ میں علیحدگی کہ ایک دوسرے پر حق زوجیت نہ رہے کیا ہم یہ اصول بنا سکتے ہیں کہ کوئی شخص کسی اندھی بہری، گونگی یا لنگڑی عورت سے شادی نہ کرے۔ ہم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے ہم دیکھتے ہیں کہ ہر قسم کی عورت کو خاوند مل جاتا ہے یعنی کوئی نہ کوئی شخص ہر قسم کی عورت سے شادی کرنے کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔ بے شک ایک عورت سے شادی کرنے کے لئے متعدد لوگ انکار کر دیں لیکن اس عورت کو کوئی اور شخص اپنے لئے سب سے مناسب سمجھے گا۔ اور عین ممکن ہے کہ یہ شخص اس عورت کا اس قدر خیال رکھنے والا ہو کہ جس سے ظاہر ہو کہ وہ اسے بہت زیادہ چاہتا ہے۔ یہ تو ذاتی انتخاب اور پسند کا معاملہ ہے اور یہی حال طلاق کا ہے۔ ہم

اس کے لیے کوئی شرطیں نہیں لگ سکتے۔ ایک جوڑا بے شک اندھا بہرا گونگا یا لنگڑا ہو۔ مرد حقِ زوجیت ادا کرنے کے قابل نہ ہو اور عورت بالکل بانجھ ہو۔ لیکن اگر وہ اکٹھا رہنا چاہتے ہیں تو ہرگز ہرگز کوئی ایسا قانون نہ ہونا چاہیئے جو ان کو جدا ہونے پر مجبور کرے۔ اس کے برخلاف اگر ایک جوڑا بالکل تندرست و توانا ہو اور بظاہر ان میں کسی قسم کی کوئی خامی نہ ہو لیکن وہ ایک دوسرے کے ساتھ رہنا نہ چاہیں اور میاں بیوی بن کر زندگی نہ گزارنا چاہیں تو دنیا کا کونسا قانون ہے جو ان کے دل میں محبت ڈال دے اور ان کی باہم زندگی کو خوشگوار بنا دے ہمیں حقائق کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔ اگر میاں بیوی ایسی حالت میں زندگی گزار رہے ہوں کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند نہ کرتے ہوں اور اس وجہ سے ان کی زندگی تلخ ہو کر رہ گئی ہو تو یہ بات سماج کے لئے کسی رنگ میں بھی باعث فخر نہیں ہو سکتی۔ اگر صرف "شادی" کے لفظ کو لوگوں پر تلخیاں ٹھونسنے کا آلہ بنا لیا جائے تو ہمیں ڈر ہے کہ شادی جو درحقیقت ایک قسم کے مذہبی تقدس کی حامل ہے اس کے لئے لوگوں کے دلوں سے ہر قسم کے احترام کے جذبات اٹھ جائیں گے

اسلام طلاق کو پسند نہیں کرتا لیکن اس کے ساتھ ہی چونکہ وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ لوگوں کو ناخوشگوار زندگیاں بسر کرنے پر مجبور کرے اس لئے وہ طلاق کی اجازت بھی دیتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے :-

" طلاق دو مرتبہ ہوتی ہے پھر روک لینا ہے، عورت کو
مناسب طور پر یا اسے احسان کے ساتھ رخصت کرنا ہے
اور تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم نے جو کچھ انہیں دیا ہوا
ہے وہ واپس لے لو۔ سوائے اس کے کہ وہ دونوں ڈریں کہ وہ
اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے۔ پس اگر تم بھی ڈرو کہ
وہ اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے تو ان دونوں پر کوئی
گناہ نہیں جو کچھ انہوں نے فدیہ کے طور پر دیا یہ اللہ کی
حدود ہیں ان سے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز
کرے گا وہی ظالم لوگ ہیں۔" (سورہ بقرہ)

اور:۔

" متقیوں پر فرض ہے مطلقہ عورتوں کو مناسب طور پر فائدہ
پہنچانا" (سورہ بقرہ)

اور:۔

" اگر تم ان دونوں کے درمیان مخالفت سے ڈرو تو مقرر
کرو ایک منصف اس مرد کے خاندان سے اور ایک منصف
اس عورت کے خاندان سے۔ اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے
تو اللہ موافقت پیدا کر دے گا ان دونوں کے
درمیان اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا خوب خبر رکھنے والا
ہے۔" (سورہ نساء)

خلاصہ ان ساری باتوں کا یہ تھا:

۱۔ اسلام میں کوئی ایسا حکم نہیں جس کی رو سے کسی شخص کو لازمی طور پر اپنی بانجھ بیوی کو طلاق دینی پڑے۔ یہ ہر شخص کا اپنا معاملہ ہے۔ اسلام ایسی طلاق کی حوصلہ افزائی بھی نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ایسے سامان مہیا کرتا ہے جن سے ایسی طلاق کی ضرورت نہ پڑے۔

۲۔ اسلام طلاق سے نفرت کرتا ہے لیکن خاص حالات میں اس کی اجازت بھی دیتا ہے تاکہ انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر بھی لوگ خوشگوار زندگیاں بسر کر سکیں۔

۳۔ اسلام ایسے حالات پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے جن میں میاں بیوی کی صلح کرائی جا سکے۔ اور طلاق کی نوبت نہ آنے دی جائے۔

۴۔ اسلام طلاق سے قبل میاں بیوی کو تین ماہ کا طویل عرصہ اس بات پر غور کرنے کے لئے دیتا ہے۔

۵۔ جب طلاق کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو اسلام طلاق کی اجازت دیتا ہے لیکن میاں بیوی کو اس بات کی نصیحت کرتا ہے کہ ان کی یہ جدائی نہایت احسن طریق پر ہونی چاہیئے۔ مرد کو خاص طور پر ہدایت کرتا ہے کہ طلاق کے وقت عورت کے ساتھ حسن سلوک کرے اور نہایت اچھی طرح سے اسے الوداع کہے۔

یہاں اس بات کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ عورت کو بھی طلاق (خلع) کا اتنا ہی حق ہے جتنا کہ مرد کو قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ عورت کو بھی لیا

ہی حق ہے۔ معروف طور پر جیسا کہ اس کے ذمہ یعنی جتنا کہ حق مردوں کو ہے گا (سورۃ بقرہ)

اب ہم اسلام میں لونڈیاں بنانے یا رکھنے کے سوال پر غور کرتے ہیں۔ یہ خیال کہ اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ فاتح قوم مفتوح قوم کی تمام عورتوں کو پکڑ کر لے جائے اور لونڈیاں بنا لے۔ ایک شدید غلط فہمی پر مبنی ہے۔ دراصل اسلام کی تعلیم کو صحیح طور پر نہ سمجھنے اور ان حالات کا جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگیں کرنی پڑیں یا لکھا پورا اندازہ نہ کرنے کے نتیجہ میں یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔

اس سلسلہ میں دو سوال پیدا ہوتے

(۱) کیا اسلام نے غلام بنانے کی اجازت دی ہے

(۲) کیا کوئی شخص شادی شدہ عورت (یعنی بیوی) کے علاوہ لونڈیاں بھی رکھ سکتا ہے

ان دونوں سوالوں کے جواب میں ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ اب ایسا ہرگز نہیں ہے جہاں تک غلامی کا تعلق ہے اسلام سب سے پہلا ایسا مذہب ہے جس نے واضح تعلیم کے ذریعہ غلاموں کو اس لعنت سے چھڑانے کی کوشش کی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضور کے صحابہ کرامؓ کا ذاتی عمل بالکل واضح ہے۔ اور یہ طریق اس قدر واضح ہے کہ اسلام کا کوئی سنجیدہ نقاد بھی اس سلسلہ میں انسانیت کے اس مذہب پر انگلی اٹھا ہی نہیں سکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی شادی کے بعد

سب سے پہلا کام جو کیا وہ یہ تھا کہ جو غلام ان کی خدمت میں پیش کئے گئے ان کو آزاد کر دیا۔ زیدؓ جو کہ آزاد کردہ غلام تھے وہ آزادی کے بعد اپنے والدین کے پاس واپس گھر جانا نہیں چاہتے تھے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جیسا مشفقانہ سلوک ان کے ساتھ اور کہیں نہ ہوگا۔ یہی زیدؓ بعد میں مسلمان سوسائٹی میں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کے لڑکے اسامہؓ ایک وقت میں آ کر مسلمانوں کی فوج کے کمانڈر بھی بن گئے تھے۔ ایک اور غلام بلال جن کو حضرت ابوبکرؓ نے ایک غیر مسلم سے خرید کر آزاد کیا تھا۔ (حضرت ابوبکرؓ بعد میں رسول کریمؐ کے پہلے خلیفہ منتخب ہوئے) بعد میں وہ اس قدر عزت کے مالک ہوئے کہ حضرت عمرؓ جیسا بارعب بادشاہ (رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ) ان کی آمد پر تعظیماً کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔

قرآن کریم میں ایک بھی ایسی آیت نہیں ہے۔ نہ ہی کوئی ایسی حدیث ملتی ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ مسلمانوں کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ مسلمانوں کو غلام بنا لیا کریں۔ اس کے برخلاف کئی ایسی آیات ہیں جن میں غلاموں کو آزاد کرنے کی راہیں کھولی گئی ہیں۔

قرآن کریم میں پہلے پہل نازل ہونے والی سورتوں میں سے ایک میں مندرجہ ذیل ارشاد خداوندی پایا جاتا ہے۔

ا۔ کیا ہم نے اس کی (انسان کی) دو آنکھیں نہیں بنائیں۔ اور

اور زبان اور ہونٹ - اور ہم نے دکھلائیں اس کو دو راہیں۔ پس نہ داخل ہوا وہ زور سے گھاٹی میں۔ اور تو کیا جانے کہ وہ گھاٹی کیا ہے، آزاد کرنا گردن کا (یعنی غلام کا) یا بھوک والے دن میں کھانا کھلانا ایک یتیم رشتہ دار کو یا مسکین حاجت والے کو۔"

ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ اسلام نے غلاموں کی آزادی کے لئے کوئی تاریخ مقرر کر کے لوگوں سے نہیں کہا کہ فلاں تاریخ کو تمام غلام آزاد کر دیئے جائیں۔ اگر اسلام نے ایسا کیا ہوتا تو یقیناً وہ بات ہی کوئی پسندیدہ و درستی ردعمانہ ہوتی۔ بلکہ تاریخ کے مقرر کر دینے سے ایک غلغلہ پیدا ہو جاتا اور اس کی وجہ یہ ہوتی کہ ذہنی طور پر سوسائٹی اس بات کے لئے ہرگز تیار نہ تھی۔

اسلام نے نہایت دانشمندانہ طریق پر ایک ایسی فضا پیدا کر دی جس میں کوئی شخص بھی کسی کو غلام بنانے کے لئے تیار نہ ہو سکے۔ اور اس طرح اس غیر انسانی رسم کا قلع قمع کر دیا۔ یہ غیر انسانی رسم ایک لمبے عرصے سے انسانی چہرہ پر ایک بدنما داغ سے کم نہ تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ کے غلام آپ کے بھائی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو آپ کی حفاظت میں رکھ دیا ہے۔ پس جس شخص کے پاس اس کا بھائی اس طرح رہ رہا ہو۔ اسے چاہیئے کہ وہ ایسے وہی خوراک دے جو وہ خود کھاتا ہے اور اسے وہی کپڑے پہنائے جس قسم کے وہ خود پہنتا ہے۔ اور آپ کو ہرگز نہ چاہیئے کہ آپ اسے

کوئی ایسا کام کرنے کے لئے دیں جو کہ ان کی طاقت سے باہر ہے یا اگر کوئی ایسا کام آپ اسے کہہ ہی دیں جو ان کی طاقت سے باہر ہو تو آپ کو چاہیئے کہ اس کام کی سرانجام دہی میں ان کی مدد کریں۔

حضورؐ ہی سے یہ بات بھی مروی ہے کہ کوئی شخص اپنے غلام سے یہ نہ کہے کہ اے میرے غلام یا اے میری لونڈی بلکہ یوں کہے اے میرے بیٹے اور اے میری بیٹی۔

قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا نتیجہ یہ تھا کہ کم سے کم وقت میں مسلمانوں میں سے غلامی کا خاتمہ ہو گیا۔

اس سوال کا دوسرا حصہ لونڈیوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اسلام تعدادِ ازدواج کی اجازت دیتا ہے۔ اور اس سلسلہ میں چار بیویاں کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن اسلام کسی صورت میں مذہبی جنگ کے بغیر بھی مرد کو کسی ایسی عورت کے ساتھ (میاں بیوی کے تعلقات کے ساتھ) رہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ جس کے ساتھ اس کی باقاعدہ شادی نہ ہوگئی ہو۔ بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ جب اوائل اسلام میں جنگیں ہوتی تھیں تو مفتوحہ قبیلوں کی عورتوں کو پکڑ کر مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا لیکن یہ تو شرمناک تاریخی تحریف سے کسی طرح کم نہیں کہ یہ کہا جائے کہ ایسی عورتوں کو لونڈیاں بنا لیا جاتا تھا۔ جو عورتیں لڑائی میں پکڑی جاتی تھیں (اور کیا آج کل کے نام نہاد مہذب لوگ لڑائی میں حصہ لینے والی عورتوں کو جنگی قیدی نہیں بنا لیتے) ان کو ان کی مرضی پر چھوڑ دیا جاتا تھا کہ وہ چاہیں تو

اپنے آپ کو آزاد کرالیں۔ اگر وہ واپس نہ جانا چاہیں تو مسلمانوں کے
ساتھ رہنے کے سوا وہ کیا کر سکتی تھیں۔ اگر ہم آج کل کی زندگی اور
آج سے چودہ سو سال پہلے کی زندگی کا مقابلہ کریں تو یہ بات سمجھنا مشکل
نہ ہونی چاہیئے کہ ان حالات میں اور کیا ہی کچھ نہیں جا سکتا تھا۔

ہر جنگ کے بعد ناجائز بچے ایک خاص مشکل کا باعث بنے رہتے
ہیں۔ ہم جو کہ حال ہی میں دوسری عالمگیر جنگ میں سے گزرے ہیں
ہمیں اس بات سے خوب آگاہی ہونی چاہیئے۔ سفید فام لوگوں کے ملکوں
میں سیاہ فام بچے ایک بہت بڑا مسئلہ بنے ہوئے ہیں۔ اسلام نے ایسے
حالات پیدا کر دیئے کہ اس قسم کے واقعات رونما ہی نہیں ہو سکتے۔

مختصراً گزارش ہے کہ اسلام عورتوں کو گھروں کی چار دیواری کے
اندر ہرگز بند نہیں کرتا نہ ہی طلاق کی حوصلہ افزائی کرتا ہے بلکہ جہاں بے وجہ
طلاق دی جا رہی ہو وہ اسے سختی سے روکتا ہے۔ اور ایسی عورتوں کو جو بانجھ
ہوں گھر میں بطور بیوی کے رکھنے کی سہولتیں پیدا کرتا ہے۔ غلامی کے لئے
اسلام میں کوئی جگہ نہیں اور بیوی کے علاوہ لونڈیاں رکھنے کا تو سوال ہی
پیدا نہیں ہوتا۔

ہماری خواہش ہے کہ ہماری کارسپانڈنٹ مس کاکس ان حقائق کا
بغیر کسی تعصب کے مطالعہ کریں لہٰذا ہم یہ درخواست اپنے اخبار
ٹروتھ کے تمام قارئین سے بھی کرتے ہیں"

چونکہ مس کاکس کو ہمارا اخبار باقاعدہ مل رہا تھا انھوں نے

یہ اڈیٹوریل پڑھ کر ۲۲ر جنوری ۵۵ء کو خاکسار کو مندرجہ ذیل خط لکھا۔

"مکرمی! آپ نے میرے دو خطوط کا جواب اخبار ٹروتھ میں شائع کیا ہے۔ میں اس کے لیے آپ کی شکر گزار ہوں۔ میں نے آپ کے جواب سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ میں اب ایران جارہی ہوں۔ جہاں مجھے ایک یورپین دوست سے ملنا ہے۔ وہاں میں بچشم خود مسلمان عورتوں کی عملی زندگی دیکھنا چاہتی ہوں۔ میں تقریباً ۶ ماہ انگلستان سے باہر رہوں گی۔ اور جب میں واپس آؤں گی تو پھر آپ کو اس امر کے متعلق خط لکھوں گی۔ کون جانے کہ میں مسلمان ہی ہو جاؤں۔ فی الحال مہربانی کرکے ٹروتھ کی ترسیل بند کردیں۔ میں واپس آکر آپ کو دوبارہ اخبار کے لیے لکھوں گی۔ میں اگلے سال نائیجیریا بھی آنے کا ارادہ رکھتی ہوں اگر میں واقعی نائیجیریا آئی تو آپ سے ضرور ملوں گی۔ میں آپ کی بہت ممنون ہوں۔

مس ایچ کاکس۔

نوٹ: مجھے اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ غلامی کی لعنت مسلمانوں سے زیادہ عیسائیوں کی مرہون منت ہے اور میں اب اس خیال کی ہو گئی ہوں کہ

اسلام کے خلاف جو اس سلسلہ میں اعتراض
کئے جاتے ہیں اسلام ان سے بالکل
پاک ہے۔ میں آپ کے نہایت ہی
اچھے مضامین (اڈیٹوریل) کے لئے
آپ کی بہت ممنون ہوں۔

(ایچ کاکس)

حقیقت یہ ہے کہ ؎

"آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج"

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اسلام کی صحیح تعلیم احرار یورپ کے سامنے رکھیں اور ان کے ضمیر سے اس بات کا مطالبہ کریں کہ وہ اپنے دلوں کو تعصب سے پاک کر کے اس تعلیم پر غور کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں احسن طریق پر یہ کام سرانجام دینے کی توفیق دے۔ آمین

○

امن عالم کی ایک کارگر تدبیر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ایک عظیم الشان کارنامہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان کارناموں میں سے ایک کارنامہ یہ ہے کہ حضور نے مختلف مذاہب کے پیروکاروں میں صلح و آشتی کے جذبات پیدا کرنے کے لئے یوم پیشوایان مذاہب کے جلسوں کی بنیاد رکھی۔ اس بات سے کون انکار کرسکتا ہے کہ دنیا کو اس وقت سب سے زیادہ جس بات کی ضرورت ہے وہ ہے امن عالم۔ اور امن عالم مختلف الخیال لوگوں کے آپس میں خوشگوار تعلقات پیدا ہونے کے بغیر ناممکن ہے۔ جہاں تک لوگوں کے مختلف الخیال ہونے کا تعلق ہے غالباً ہر قسم کے خیالات کے اختلاف کو لوگ برداشت کر لیتے ہیں۔ لیکن مذہبی اختلافات پہ بھڑک اٹھتے ہیں۔ اور اگر تاریخی شواہد پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات صاف نظر آئے گی کہ دنیا میں مذہب کے نام پہ سب سے زیادہ خون کی ہولی کھیلی گئی ہے۔ پس امن عالم کی ضرورت اس بات

کا تقاضا کرتی ہے کہ مذہبی لحاظ سے مختلف الخیال لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب کرنے کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ یوم پیشوایان مذاہب کے جلسوں کا آغاز اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا گیا تھا۔

نائیجیریا میں جب اس قسم کا پہلا جلسہ کیا گیا اور مسلمانوں اور عیسائیوں کو ایک ہی پلیٹ فارم پر سے اپنے اپنے پیشواؤں کے متعلق تقاریر کرنے کا موقعہ دیا گیا تو اخبارات نے اس اقدام کا نہ صرف خیر مقدم کیا بلکہ اسے ایک معجزہ سے تعبیر کیا۔

یہ جلسہ ۹ر نومبر ۱۹۲۷ء کو منعقد کیا گیا تھا چنانچہ ۱۲ر نومبر کو روزنامہ کامٹ (COMET) نے نہ صرف اس خبر کو جلی حروف میں شائع کیا۔ بلکہ اس پر ایک اداریٹوریل بھی لکھا۔ اڈیٹوریل کا ترجمہ قارئین کرام کی خدمت پیش کیا جاتا ہے۔

رواداری کی مثال

"اگر آج سے دس سال قبل کوئی شخص یہ پیشگوئی کرنے کی جرأت کرتا کہ وہ وقت بھی کبھی آنے والا ہے۔ جب نائیجیریا کے مسلمان اور عیسائی دوش بدوش کھڑے ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور عیسے علیہ السلام کی خوبیوں کا ذکر کریں گے تو دونوں مذاہب کے ہٹ دھرم اصحاب کو آپس میں لڑنے جھگڑنے کی نوبت تک پہنچا دیتے۔ لیکن اگلے روز ادجو گیوا (OJO GIWA) (اس سڑک پر ہماری مسجد واقع ہے) پر یہ معجزہ

دیکھنے میں آ گیا۔

احمدیہ جماعت کے زیر اہتمام کئے گئے یوم پیشوایان مذاہب کے جلسے سے یہ سبق ملتا ہے کہ نائیجیریا کے مذہبی لیڈر کتنے کشادہ دل ہیں کہ ان کی موجودگی میں یہ ہرگز نہیں سمجھا جا سکتا کہ صلیب اور ہلال دو ایسی چیزیں ہیں جو کبھی ایک دوسرے کے قریب نہیں آ سکتیں۔

اس جلسہ میں مسلمان اور عیسائی ایک ہی پلیٹ فارم پر سے اپنے اپنے مذہب کے متعلق تقاریر کر رہے تھے اور ان تقاریر میں قطعاً کوئی ایسی بات نہ پائی جاتی تھی جسے مذہبی تعصب کہا جا سکے ہم محسوس کرتے ہیں کہ اس جلسہ کا انتظام کرنے والے جس میں سہ طرفہ تقاریر ہوئیں ساری قوم کی داد کے مستحق ہیں۔ کیونکہ ایک لمبے عرصہ تک یہ خواب تشنۂ تعبیر رہا ہے اور جو کچھ اوجوگبیوا (OJO GIWA) میں ہوا نہ صرف نائیجیریا کی مذہبی رواداری کی ایک اچھی مثال ہے بلکہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ ہندوستان میں جو خون کی ہولی کھیلی گئی ہے۔ اس کا نائیجیریا میں کوئی امکان نہیں۔ ہم اس بات کے لئے احمدیہ مشن کے شکر گزار ہیں اور خواہش رکھتے ہیں کہ ایسی تقاریب کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کئے جائیں تاکہ آنے والی نسلیں رواداری کی فضا میں پرورش پا سکیں اور ان جذبات کو اپناتے ہوئے اخوت کا اظہار کر سکیں!!

ایک اور روزنامہ نے جس کے مالک آجکل نائیجیریا کے صدر

ممالک ہیں) بھی اس جلسہ کے متعلق ایڈیٹوریل لکھا۔ یہ دوسرا روزنامہ ویسٹ افریقین پائلاٹ (WEST AFRICAN PILOT) ہے اور یہ ایڈیٹوریل اس کی ۷، ارنومبر کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔ اس کا ترجمہ بھی درج ذیل ہے :-

مسلمان دشمن عیسائی نوٹ کریں

" ایک وہ وقت تھا جب کہ اسلامی عقیدہ عیسائی سوسائٹی کے کانوں پر گراں گزرتا تھا۔ اور اسیطرح ایک وہ وقت بھی تھا جب کہ یہی بات اس کے برعکس بھی کہی جا سکتی تھی۔ (یعنی مسلمان عیسائیوں کی بات سننے کو تیار نہ تھے)۔

لیکن آج یہ بات خوشی کا باعث ہے کہ حالات بدل رہے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ عیسائیوں اور مسلمانوں نے آپس میں مل جل کر رہنا سیکھ لیا ہے بلکہ وہ ایک دوسرے کے مذہب سے بھی رواداری برتنے لگے ہیں۔ عیسائیوں کو یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کا عقیدہ ایک خدا کی طرف ہی توجہ دلاتا ہے اور اسیطرح مسلمان بھی اب اس بات کی قدر کرتے ہیں کہ عیسائیوں کا عقیدہ بھی اللہ تعالےٰ ہی کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

افریقن زندگی میں اب ایک نئی روشنی آہستہ آہستہ نفوذ کر رہی ہے۔ احمدیہ جماعت نے یوم پیشوایان مذاہب کا جو جلسہ ۹ر نومبر کو منعقد کیا گیا تھا اس میں ریورنڈ ایم۔او۔ ڈاڈا (REV. M. O. DADA) چیئرمین اور جنرل سپرنٹنڈنٹ آف میتھوڈسٹ چرچ ان دیسٹرن نائیجیریا اور معاون سپرنٹنڈنٹ جے۔ اے۔ اوکے (REV. J. A. OKE) صدر افریقن چرچ آرگنائزیشن کی موجودگی نہایت ہی بابرکت ہے۔ ہم اس موجودگی کو اس لئے بابرکت کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ یہ موقع ایسے مواقع میں سے ایک تھا جو نہایت ہی نادر ہوتے ہیں۔ اس موقع پر عیسائیوں نے اس بات کو منظور کر لیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ بیٹھیں اور مسلمان سوسائٹی کے افراد سے تبادلہ خیالات کریں۔

اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کیا عیسائی بھی اس رواداری کے جواب میں مسلمانوں کی مذہبی چھٹیوں کے دنوں میں اپنے سکول بند کریں گے یا نہیں۔ مسلمانوں کی مذہبی چھٹیوں کے دنوں میں سکولوں کا بند نہ کرنا ایک ایسا زہر ہے جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے خوشگوار تعلقات کے چشمہ کو زہر آلود کرتا رہتا ہے۔ یہ بات دونوں کے ملاپ کی گاڑی کو چلنے سے روکتی ہے۔

بھائیوں کو اب آگے بڑھنا چاہیئے۔ ہم چاہتے ہیں
کہ مذہبی لیڈروں کے آپس میں تعلقات خوشگوار ہوں
اور خوشگوار ہی رہیں تاکہ ان کے اپنے اپنے حلقوں کے
افراد بھی دوسرے حلقوں کے افراد سے خوشگوار
تعلقات رکھ سکیں۔"

یہ دونوں ایڈیٹوریل اس بات کے شاہد ہیں کہ یوم پیشوایان مذاہب کے جلسے فی الحقیقت امنِ عالم کی بنیادی اینٹ ہیں۔ اور دنیا کا سنجیدہ طبقہ ان کی دل سے قدر کرتا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج سے کئی سال پہلے ان جلسوں کی بنیاد ڈال کر دنیا پر ایک بہت بڑا احسان کیا تھا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دنیا کے ہر حصے میں ایسی تقاریب سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے۔

کسرِ صلیب کا ایک اور ثبوت

Prof. Syed Akhtar Ahmad
AKHTAR ORENVI COLLECTION
Donated by
Mrs. Shakila Akhtar, Patna

جب اللہ تعالیٰ کسی غلط عقیدہ کی اصلاح کے لئے کسی مامور کو دنیا میں مبعوث فرماتا ہے تو اس کی آمد کے ساتھ ہی ایسے سامان پیدا کرنے شروع کر دیتا ہے جس سے اس غلط عقیدہ کی اصلاح میں آسانیاں پیدا ہو جائیں۔ ایسے شواہد منصۂ شہود پر آنے لگتے ہیں جن سے خود بخود لوگوں کے ذہن غلط عقیدہ کی غلطی کو ماننے کی طرف مائل ہونے لگتے ہیں۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے کسرِ صلیب کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو ایسے شواہد مہیا کرنے شروع کر دیئے۔ جن سے حضرت مسیح ناصریؑ کے صلیب پر وفات پا جانے کا عقیدہ غلط ثابت ہونے لگا۔ حضور علیہ السلام کی بعثت سے لے کر اب تک بہت سے دلائل میسر آ چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے اور اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ عیسائی دنیا کھلم کھلا اس بات کا اعتراف نہ کر لے کہ حضرت مسیح ناصری کی صلیبی موت ایک غلط عقیدہ ہے

چند ہی روز ہوئے مصر اور سوڈان کی ملتی ہوئی سرحدوں سے دعاؤں کی ایک کتاب (HYMN BOOK) اور حضرت مسیح ناصری کی اپنے حواریوں سے ایک گفتگو کے کاغذات زمین سے کھود کر نکالے گئے ہیں۔ گفتگو کا جو ٹکڑا ملا ہے اور جسے امریکہ کے رسالہ ٹائم نے اپنی ۷ جنوری ۱۹۶۶ء کی اشاعت میں نقل کیا ہے وہ اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ صلیب سے زندہ اتارے گئے تھے

اور قبر" میں سے باہر نکل آنے کے بعد وہ اپنے حواریوں سے ملے اور انہوں نے صلیب کے متعلق گفتگو کی۔

لکھا ہے کہ حضرت مسیحؑ سے ایک "معمہ" حل کرنے کے لئے کہا گیا۔ حضرت مسیحؑ نے فرمایا "اے میرے منتخب پطرس! اور وہ جو میرے وارث ہونے والے ہو! میں نے آج تک تم سے کوئی بات چھپا کر نہیں رکھی۔ ہر بات جو تم نے پوچھی وہ میں نے تمہیں بتا دی۔ اب بھی میں تم سے کوئی بات چھپا کر نہ رکھوں گا۔ اس پر پطرس نے حضرت مسیحؑ سے عرض کی کہ آپ ہمیں صلیب کا معمہ سمجھائیں۔ اور یہ کہ آپ قیامت کے روز صلیب کو اٹھاتے ہوئے کیوں آئیں گے۔ اس کے جواب میں مسیحؑ نے فرمایا اے میرے منتخب پطرس۔ اور اے میرے بھائیو! آپ کو معلوم ہی ہے کہ جب میں صلیب پر لٹکایا گیا کیسے کیسے جھوٹ مجھ پر باندھے گئے اور مجھ پر تھوکا گیا اور تحقیر آمیز باتیں میرے خلاف کی گئیں ——— یہی وجہ ہے کہ قیامت کے روز میں صلیب اٹھائے ہوئے آؤں گا تاکہ میں ان کو شرمندہ کر سکوں اور ان کا گناہ ان کے سر تھوپوں"

حقیقت یہ ہے کہ صلیب "معمہ" بنتی ہی اس صورت میں ہے کہ حضرت مسیحؑ کو صلیب پر چڑھایا جائے اور وہ وہاں سے زندہ اُتر آئیں۔ ورنہ صلیب پر چڑھ کر وہاں مر جانا تو کوئی معمہ والی بات نہیں۔

اسیطرح قیامت کے روز حضرت مسیح ناصری کا صلیب کے ذریعہ یہود کو شرمندہ کرنا اور ان کا گناہ انہیں کے سر تھوپ دینا صرف اس طرح ممکن ہے کہ مسیح صلیب سے زندہ اُتر آئے ہوں اور یہود کی ساری

کوششیں ناکام ہو گئی ہوں۔ اگر یہود کو یہ پتہ چلے کہ حضرت مسیح ناصریؑ کی صلیب پر وفات نہیں ہوئی تو یقیناً ان کے لئے شرمندگی سے ڈوب مرنے کا مقام ہے اور یہی بات انہیں بتا کر حضرت مسیح علیہ السلام ان کو شرمندہ کریں گے۔

الغرض یہ نئے کاغذات جو دستیاب ہوئے ہیں یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مؤقف کی تائید کرتے ہیں۔

الحمد للہ علیٰ ذالک

KBOPL
13175

Khuda Bakhsh O.P. Library
Patna
Acc No. 13175
Date 17-1-79
Section

Prof. Syed Akhtar Ahmad
AKHTAR OREVI COLLECTION
Donated by
Mrs. Shakil Akhtar Patna

مکتبہ ہدایت احمد — طبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ